www.ustaman.com.pk

روزنامہ
استمان
مستونگ
چیف ایڈیٹر: منیر احمد

جلد نمبر۔ 20 بدھ 25 نومبر 2026ء 14 جمادی الثانی 1448ھ قیمت 10 روپے۔ شمارہ نمبر 147

Daily USTAMAN ABC Certified E-mail: ustamanmail@gmail.com

بلوچستان، سردی کی شدت میں اضافہ، گیس غائب

کوئٹہ (آن لائن) بلوچستان کے مختلف علاقوں میں سردی کی شدت میں اضافے کے ساتھ ہی گیس کی لوڈشیڈنگ اور کم پریشر کا مسئلہ سنگین ہوتا جا رہا ہے، جس کے باعث شہریوں کو شدید مشکلات کا سامنا ہے۔ خصوصاً کوئٹہ سمیت سرد علاقوں میں صبح، شام اور رات کے اوقات میں گیس کی عدم دستیابی نے معمولات زندگی متاثر کر دیے ہیں۔ شہریوں کے مطابق سرد موسم میں گیس کی ضرورت بڑھ جاتی ہے، تاہم کئی علاقوں میں گیس پریشر انتہائی کم ہونے کے باعث گھروں میں کھانا پکانا اور (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 15)

لاہور، اپوزیشن لیڈر قومی اسمبلی محمود خان اچکزئی میڈیا سے گفتگو کر رہے ہیں

دہشتگردی کیخلاف جنگ میں حکومت اور عوام ایک صفحے پر ہیں، میر سرفراز بگٹی

حکومت کو اس وقت مالیاتی مشکلات اور متعدد قومی و صوبائی ذمہ داریوں کا سامنا ہے، تاہم عوامی ترقی اور نوجوانوں کے مستقبل کیلئے وسائل کی فراہمی جاری رکھی جائیگی، وزیر اعلیٰ بلوچستان

عوامی فلاح کے منصوبوں میں غیر ضروری تاخیر اور بیوروکریٹک رکاوٹیں برداشت نہیں کی جائیں گی، نوجوانوں کو کھیلوں کے مواقع فراہم کر کے منفی سرگرمیوں سے دور رکھنا چاہتے ہیں

کوئٹہ (خ ن) وزیر اعلیٰ بلوچستان میر سرفراز بگٹی نے کہا ہے کہ پاکستان کی ضروریات ہمیشہ مقدم ہیں، ملک کے دفاع، قومی سلامتی اور استحکام کے لیے بلوچستان اپنی ضروریات اور وسائل میں سے حصہ دینے کے ساتھ کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کرے گا۔ پاکستان نے حال ہی میں اپنے سے کئی گنا بڑے دشمن کے خلاف جنگ لڑی ہے جبکہ بلوچستان اور خیبر پختونخوا میں بھی ایک پیچیدہ سکیورٹی صورتحال کا سامنا ہے، جس میں سکیورٹی فورسز بے مثال قربانیاں دے رہی ہیں۔ حکومت بلوچستان اور صوبے کے عوام ان قربانیوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ملکی دفاع کے لیے کسی بھی قربانی سے پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے منگل کو پی بی 39 نواں کلی میں اسٹیٹ آف دی آرٹ میر سرفراز بگٹی اسپورٹس کمپلیکس کی سنگ بنیاد رکھنے کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ وزیر اعلیٰ نے کہا کہ وہ عموماً ایسے منصوبوں کی افتتاحی تقریبات میں شرکت کو ترجیح دیتے ہیں جو مکمل (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 1)

☆☆☆☆ اسلام آباد: گورنر خیبر پختونخوا فیصل کریم کنڈی وزیر اعظم محمد شہباز شریف سے ملاقات کر رہے ہیں ☆☆☆☆

وزیر اعظم شہباز شریف کی فیلڈ مارشل عاصم منیر کو مبارکباد

فیلڈ مارشل کی قائدانہ صلاحیتیں اور دفاع وطن کیلئے غیر متزلزل عزم قابل تحسین ہے، شہباز شریف

اسلام آباد (جی این ایم) وزیر اعظم شہباز شریف نے فیلڈ مارشل سید عاصم منیر کو ملائیشیا کے نیشنل ڈیفنس اسٹڈیز سینٹر کے ہال آف فیم میں شامل ہونے پر (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 16)

وزراء تعمیر و ترقی کی سیاست کو فروغ دیں

وزراء ایک دوسرے کیخلاف سیاسی بیان بازی سے گریز کریں، منفی بیان بازی سے تعمیر و ترقی کی سیاست سے توجہ ہٹتی ہے، شہباز شریف

ایک دوسرے کے خلاف سیاسی بیان بازی سے گریز کیا جائے، وفاقی کابینہ کے وزرا اچھا کام کر رہے ہیں، ان کی توجہ صرف عوامی خدمت و تعمیر ترقی پر ہی رہنی چاہیے، خطاب

وفاقی حکومت کی تمام تر توجہ عوامی فلاح و بہبود کے منصوبوں پر مرکوز ہے، حکومت معاشی استحکام سے پائیدار معاشی ترقی کی جانب اپنا سفر جاری رکھے ہوئے ہے، وزیر اعظم

اسلام آباد (آن لائن) وزیر اعظم محمد شہباز شریف نے وزرا کی جانب سے حالیہ بیان بازی کا نوٹس لیتے ہوئے کہا ہے کہ وفاقی وزرا کے ایک دوسرے کے خلاف بیان بازی سے منفی تاثر پیدا ہوتا ہے اور تعمیر و ترقی کی سیاست سے توجہ ہٹتی ہے، ایک دوسرے کے خلاف سیاسی بیان بازی سے گریز کیا جائے، وفاقی کابینہ کے وزرا اچھا کام کر رہے ہیں، ان کی توجہ صرف عوامی خدمت و تعمیر ترقی پر ہی رہنی چاہیے۔ جاری اعلامیہ کے مطابق وزیر اعظم نے کہا کہ وفاقی حکومت کی تمام تر توجہ عوامی فلاح و بہبود کے منصوبوں پر مرکوز ہے۔ شہباز شریف نے کہا کہ حکومت معاشی (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 2)

کوئٹہ، وزیر اعلیٰ بلوچستان میر سرفراز بگٹی نواب کلی اسپورٹس کمپلیکس کوئٹہ کی تقریب سنگ بنیاد سے خطاب کر رہے ہیں

عمران خان سر جھکانے کو تیار نہیں، سلمان اکرم راجہ

مولانا کو نظر بند کر کے وکلا کو للکارا گیا، یہ ریاست برداشت نہیں کر رہی کہ آئین اور قانون کی بات ہو سکے

لاہور (جی این ایم) پی ٹی آئی کے سیکرٹری جنرل سلمان اکرم راجہ نے کہا ہے کہ عمران خان سر جھکانے کو تیار نہیں، ہم کھڑے ہیں، ہم نے اس ملک کو حق اور قانون کو بحال کروانا ہے، آپ اس قوم کو برباد کرنے والے ہیں۔ وہ لاہور ہائیکورٹ بار (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 17)

ہم امن کے داعی ہیں، کسی طاقتور کی غلامی قبول نہیں کی، مولانا فضل الرحمان

رکاوٹوں کے باوجود 26 نومبر کو سرگودھا میں کانفرنس ہر صورت ہوگی، جمعیت علماء اسلام کے سربراہ کا ویڈیو لنک کے ذریعے خطاب

ہم پاکستان اور اس ریاست کا مقدمہ لڑ رہے ہیں، ہر پاکستانی شہری کو اپنا فرض ادا کرنا چاہیے، انشاء اللہ سازشیں بے نقاب ہوں گی

لاہور (آن لائن) جمعیت علماء اسلام کے سربراہ مولانا فضل الرحمن نے کہا ہے کہ ملک کے معدنی ذخائر عوام کی ملکیت ہیں جسے ہم لوٹنے کی اجازت کسی کو نہیں دے سکتے، ہم کسی سے وطن سے وفا کا سرٹیفکیٹ لینے نہیں آئے، ہم ملک میں امن کے داعی اور پرچارک ہیں، ہم نے وطن سے محبت کی، وطن سے وفا کی اور کسی طاقتور کی غلامی قبول نہیں کی، ہماری وفاداریاں (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 4)

بلاول بھٹو زرداری 3 روزہ دورے پر ملتان پہنچ گئے

ملتان (آن لائن) چیئرمین پاکستان پیپلز پارٹی بلاول بھٹو زرداری 3 روزہ دورے پر ملتان پہنچ گئے، ایئرپورٹ روڈ ٹینک چوک پر کارکنوں نے ان کا پرتپاک استقبال کیا۔ بلاول بھٹو زرداری ٹینک (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 22)

SOCIAL MEDIA PLATFORMS (SMPs) AND POST TRUTH ERA
OPENING SESSIO
24 November 2026 | Islamabad
SDPI
اسلام آباد: وفاقی وزیر اعظم نذیر تارڑ بین الاقوامی سیمینار سے خطاب کر رہے ہیں

نئے صوبوں پر عوام جو بھی فیصلہ دیں اسے قبول کیا جائیگا، عطا تارڑ

عوامی رائے کی بحث ملک بھر میں جاری ہے، جب اس بحث کا وقت ہوگا تو پارلیمنٹ میں آ جائے گی، وزیر اطلاعات

سیاسی استحکام کے لئے ہماری توجہ سیاسی پوائنٹ سکورنگ کی بجائے عوامی خدمت اور عملی اقدامات پر مرکوز ہونی چاہیے

اسلام آباد (آن لائن) وفاقی وزیر اطلاعات عطاء اللہ تارڑ نے کہا ہے کہ صوبوں سے متعلق ہم واضح موقف دے چکے، آپ عوامی رائے لے لیں، اس میں حرج ہی کیا ہے، سیاسی استحکام کیلئے ضروری ہے توجہ عوامی خدمت پر رکھیں، عوامی رائے صوبوں کے حق میں آتی ہے تو ٹھیک، نہیں آتی تو نہ کریں، عوامی رائے کی بحث ملک بھر میں جاری ہے، جب اس بحث کا (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 3)

آئی ایم ایف کی جانب سے پاکستان کیلئے 1.2 ارب ڈالر کی اگلی قسط کی منظوری کا امکان

اسلام آباد (جی این ایم) عالمی مالیاتی فنڈ (آئی ایم ایف) کے ایگزیکٹیو بورڈ کا اجلاس طلب کر لیا گیا، جس میں پاکستان کیلئے اگلی قسط کی منظوری کا امکان ہے۔ آئی ایم ایف کے ایگزیکٹو بورڈ کا (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 20)

بابا گرو نانک کا جنم دن، صدر و وزیر اعظم کی مبارکباد

اسلام آباد (جی این ایم) صدر مملکت آصف علی زرداری اور وزیر اعظم محمد شہباز شریف نے سکھ مذہب کے بانی بابا گرو نانک دیو جی کے جنم دن کے (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 21)

حاجی علی مدد جتک نے باضابطہ ذمہ داریاں سنبھال لیں

سیاسی و قبائلی شخصیات اور معززین کی جانب سے مبارکباد اور نیک خواہشات کا اظہار

کوئٹہ (آن لائن) صوبائی وزیر زراعت حاجی علی مدد جتک نے اپنے عہدے کا چارج سنبھال کر باضابطہ طور پر ذمہ داریاں ادا کرنا شروع کر دی ہیں (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 23)

مستونگ میں دھماکے سے ایک اور پل تباہ، ٹریفک معطل

اعلیٰ حکام کی جانب سے مسافروں کو متبادل راستہ اختیار کرنے کی ہدایت

کوئٹہ (جی این ایم) بلوچستان کے ضلع مستونگ کے علاقے کھڈ کوچہ میں دھماکے سے ایک اور پل تباہ کر دیا (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 18)

بلوچستان اسمبلی سیکرٹریٹ: اے آئی (AI) تربیتی ورکشاپ کا آغاز

کوئٹہ (خ ن) بلوچستان اسمبلی سیکرٹریٹ کے افسران کے لیے پارلیمانی امور میں مصنوعی ذہانت AI اور جدید ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کے استعمال سے متعلق (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 19)

اپوزیشن لیڈر قومی اسمبلی محمود خان اچکزئی و دیگر لاہور ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام منعقدہ آل پارٹیز کانفرنس کے موقع پر اسٹیج پر بیٹھے ہیں

ریاستی حصار میں ہوں، مولانا فضل، نظر بندی کے کوئی احکامات جاری نہیں ہوئے، ڈی سی لاہور

لاہور (آن لائن) جمعیت علمائے اسلام (ف) کے سربراہ مولانا فضل الرحمان نے کہا ہے کہ وہ اس وقت (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 24)

دہشتگردی، نفرت انگیز تقاریر سمیت 4 ہماری ریڈ لائنز ہیں، محسن نقوی

غلط معلومات اور ڈیپ فیکس کا مقابلہ کرنا ضروری، ڈیجیٹل ماحول کو محفوظ بنانا حکومت کی ذمہ داری ہے، سیمینار سے خطاب

غلط معلومات سے ملک کی عوام میں انتشار پھیلتا ہے، ڈیجیٹل میڈیا والوں کو ذمہ داری سے کام لینا ہوگا، وفاقی وزیر داخلہ

اسلام آباد (آن لائن) وزیر داخلہ محسن نقوی نے کہا ہے کہ دہشتگردی، نفرت انگیز تقاریر سمیت 4 امور ہماری ریڈ لائنز ہیں، فیک نیوز پھیلانے والوں کے خلاف کارروائیاں جاری ہیں، غلط معلومات اور ڈیپ فیکس کا مقابلہ کرنا ضروری ہے۔ ڈیجیٹل ماحول کو محفوظ بنانا (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 5)

عمران خان کا دونوں اپوزیشن لیڈرز پر مکمل اعتماد کا اظہار

سیاسی اتحاد کو مزید وسعت دینے کی ہدایت، جیل سے پیغام، پاکستان تحریک انصاف کی کور کمیٹی اجلاس کا اعلامیہ جاری

اسلام آباد (جی این ایم) چیئرمین پی ٹی آئی بیرسٹر گوہر علی خان کی زیر صدارت تحریک انصاف کی کور کمیٹی اجلاس کا اعلامیہ جاری کر دیا گیا۔ جاری اعلامیے کے مطابق کور کمیٹی کو نئے صوبوں کے قیام کے حوالے سے عمران خان کی ہدایات سے آگاہ (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 34)

پاکستان کا خلائی سفر میں تاریخی قدم، ذیشان علی چینی مشن کے ہمراہ خلا میں جائیں گے

اسلام آباد (جی این ایم) پاکستان خلائی تحقیق کے میدان میں ایک نئی تاریخ رقم کرنے کے قریب ہے، جہاں پہلا پاکستانی خلاباز چینی کے خلائی مشن شینژو 24 کے ذریعے خلا کا سفر کرے گا۔ پاکستان کے پہلے خلاباز کی چینی خلائی اسٹیشن روانگی (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 36)

بشیر زیب اور رحمان گل کے سروں کی قیمت مقرر

دہشتگردوں کے سروں پر 5 لاکھ سے لے کر 25 کروڑ روپے تک انعام مقرر

کوئٹہ (آن لائن) حکومت بلوچستان نے صوبے میں امن و امان کے قیام اور دہشتگردی کے خاتمے کے لیے انتہائی مطلوب دہشتگردوں کی فہرست جاری کرتے ہوئے ان کے بارے میں مستند معلومات فراہم کرنے والوں کے لیے کروڑوں روپے کے انعامات کا اعلان کیا ہے۔ جاری کردہ سرکاری اشتہار کے مطابق مختلف دہشتگردوں کے (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 35)

اسٹیٹ بینک نے 2 کریڈٹ بیوروز کو لائسنس جاری کر دیا

بینکوں کو مصنوعی ذہانت کا استعمال ذمہ داری اور احتیاط سے کرنا ہوگا، ڈپٹی گورنر اسٹیٹ بینک سلیم اللہ

کراچی (جی این ایم) اسٹیٹ بینک آف پاکستان نے 2 کریڈٹ بیوروز کو لائسنس جاری کر دیا۔ کریڈٹ بیوروز قرض خواہوں کی ضروریات کی نشاندہی اور درکار قرض کی مالیت کا درست اندازہ لگا سکیں گے، اس سے نہ صرف ایس ایم ای سیکٹر کی نمو تیز رفتار ہوگی بلکہ انکے قرضوں کا حجم بڑھے گا۔ ڈپٹی گورنر اسٹیٹ بینک سلیم اللہ نے (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 25)

بنگلا دیشی اسپیکر اعلیٰ سطحی وفد کے ہمراہ پاکستان پہنچ گئے

اسپیکر قومی اسمبلی سردار ایاز صادق نے بنگلا دیشی ہم منصب اور وفد کا پرتپاک استقبال کیا

اسلام آباد (آن لائن) بنگلا دیش کے اسپیکر حافظ الدین احمد بیر بکرم اعلیٰ سطحی پارلیمانی وفد کے ہمراہ پاکستان پہنچ گئے، وہ اسپیکر قومی اسمبلی سردار ایاز صادق کی خصوصی دعوت پر پاکستان کا دورہ کر رہے ہیں۔ اسلام آباد آمد پر اسپیکر قومی اسمبلی سردار ایاز صادق نے بنگلا دیشی ہم منصب اور وفد کا پرتپاک استقبال کیا، اس موقع پر پاک۔ بنگلا دیش (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 26)

خیبر پختونخواہ میں سیکورٹی فورسز کے انٹیلی جنس بیسڈ آپریشنز، 8 دہشتگرد ہلاک

بنوں میں فورسز کا بڑا آپریشن، زرگل عرف انکل گروپ کے 3 دہشتگرد ہلاک، بھاری مقدار میں اسلحہ و گولہ بارود برآمد

پشاور میں انٹیلی جنس بیسڈ آپریشن کے دوران کالعدم تحریک طالبان پاکستان کے 5 دہشت گردوں کو ہلاک کر دیا گیا

پشاور / بنوں (آن لائن) کاؤنٹر ٹیررازم ڈیپارٹمنٹ (سی ٹی ڈی) پشاور ریجن نے تھانہ بڈھ بیر کی حدود میں انٹیلی جنس بیسڈ آپریشن کے دوران کالعدم تحریک طالبان پاکستان (ٹی ٹی پی) کے 5 دہشت گردوں کو ہلاک کر دیا۔ ترجمان سی ٹی ڈی کے مطابق کالعدم (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 6)

حکومت ڈیجیٹل نیشن پاکستان کے وژن پر عمل پیرا

ڈیجیٹل نظام کو قابل اعتماد اور محفوظ بنانا اولین ترجیح ہے، وفاقی وزیر شزا فاطمہ

اسلام آباد (جی این ایم) وفاقی وزیر آئی ٹی شزا فاطمہ نے کہا ہے کہ حکومت وزیر اعظم کے ڈیجیٹل نیشن پاکستان کے وژن پر عمل پیرا ہے، ڈیجیٹل نظام کو قابل اعتماد اور محفوظ بنانا اولین ترجیح ہے۔ یہاں منعقدہ ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 28)

جھینگا فارمنگ کے فروغ کیلئے سفارشات کو حتمی شکل دی جا رہی ہے، جنید انوار

اسلام آباد (جی این ایم) وفاقی وزیر برائے بحری امور محمد جنید انوار چوہدری نے پاکستان میں جھینگا فارمنگ کے فروغ کے لئے جامع روڈ میپ تیار کرنے کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے کہا ہے کہ اس شعبے کو مضبوط بنانے، ویلیو چین بہتر کرنے اور (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 27)

مولانا کو بغیر کسی نوٹس کے محصور کیا گیا، کامران مرتضیٰ

مولانا فضل الرحمان اور غفور حیدری کو گھر سے نکلنے کی اجازت نہیں دی گئی، پولیس نے ان کے گھر کا گھیراؤ کر لیا

لاہور (آن لائن) سینیٹر کامران مرتضیٰ نے کہا کہ مولانا فضل الرحمان اور مولانا غفور حیدری کو گھر سے نکلنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ انہوں نے کہا کہ لاہور ہائیکورٹ بار کی یہ ایک اچھی کاوش ہے، آج ہم دو ایجنڈوں پر اکٹھے ہوئے ہیں، یہ درخواست کروں گا تمام پارٹیوں کو پھر اکٹھا ہونا ہوگا۔ آل پارٹیز کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے ان (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 29)

AHMED
By
Baloch
2026
کوئٹہ، وزیر اعلیٰ بلوچستان میر سرفراز بگٹی نواب کلی اسپورٹس کمپلیکس کوئٹہ منصوبے کی نقاب کشائی کر رہے ہیں

مولانا فضل الرحمان نظر بند، رہائشگاہ کے اطراف پولیس کی بھاری نفری تعینات

مولانا فضل الرحمان کسی پروگرام یا خطاب کے سلسلے میں نہیں آئے تھے، اصل معاملہ مبینہ طور پر انکی متعدد پراپرٹیز کا تھا، ذرائع

پولیس نے رہائشگاہ کے باہر پہرہ سنبھال لیا، سوسائٹی کے داخلی اور خارجی راستوں پر بھی نفری تعینات، کنٹینرز بھی کھڑا دیا گیا

لاہور (آن لائن) صوبائی دارالحکومت لاہور میں جمعیت علمائے اسلام (ف) کے سربراہ مولانا فضل الرحمان کی رہائشگاہ اور متعلقہ ہاؤسنگ سوسائٹی کے اطراف پولیس کی بھاری نفری تعینات کر دی گئی۔ پولیس اہلکاروں نے نہ صرف مولانا فضل الرحمان کی رہائشگاہ کے باہر پہرہ سنبھال لیا ہے بلکہ سوسائٹی کے داخلی اور خارجی راستوں پر بھی نفری تعینات کرتے ہوئے مرکزی دروازے پر کنٹینرز رکھ دیا ہے۔ ابتدائی اطلاعات میں اس اقدام کو لاہور ہائیکورٹ بار ایسوسی ایشن سے مولانا فضل الرحمان کے مجوزہ خطاب سے جوڑا جا رہا تھا تاہم میڈیا رپورٹ میں (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 8)

رانا ثناء اللہ کی سیاسی جدوجہد اور وفاداری پارٹی کا اثاثہ ہے، خواجہ آصف

مشرف اور عمران کے ادوار میں رانا ثناء اللہ پر ظلم کے پہاڑ توڑے گئے لیکن انہیں توڑا نہیں جا سکا، وزیر دفاع کا ایکس پر پیغام

رانا ثنا اللہ ایک مستند و محترم سیاسی ورکر ہے، وہ وقت کے فرعونوں سے ٹکرایا، اس کی سیاسی بصیرت اور وفا ہماری پارٹی کا اثاثہ ہے

اسلام آباد (جی این ایم) وزیر دفاع خواجہ محمد آصف نے مسلم لیگ ن کے رہنما اور وفاقی مشیر برائے سیاسی امور رانا ثنا اللہ کو ایک مستند اور محترم سیاسی ورکر قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ ایک سیاسی ورکر بعض اوقات سیاسی رہنما سے بھی زیادہ محترم ہوتا ہے، رانا ثنا اللہ کی سیاسی بصیرت اور وفا ان کی پارٹی کا اثاثہ ہے۔ اس حوالے سے سوشل میڈیا پلیٹ فارم ایکس پر جاری کردہ اپنے ایک بیان میں خواجہ محمد آصف نے رانا ثنا اللہ کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ رانا ثنا اللہ ایک مستند و محترم سیاسی ورکر ہیں اور ایک سیاسی ورکر سیاسی رہنما سے کہیں زیادہ محترم ہوتا (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 7)

Haq Do Karachi Ko
جماعت اسلامی
امیر جماعت اسلامی پاکستان حافظ نعیم الرحمان ادارہ نور حق کراچی میں پریس کانفرنس سے خطاب کر رہے ہیں

ایران میں شدید معاشی بحران، اشیائے خورونوش کی قیمتوں میں ہوشربا اضافہ

تہران (جی این ایم) ایران میں معاشی بحران شدید ہو گیا، اشیائے خورونوش کی قیمتوں میں ہوشربا اضافہ ہو گیا۔ ایرانی میڈیا رپورٹس کے مطابق ایرانی عوام کو مہنگائی کے نئے طوفان کا سامنا ہے جس کے باعث انڈوں، دودھ اور مرغی کی قیمتیں آسمان سے باتیں کرنے لگی ہیں، مارچ کے مقابلے میں انڈوں کی قیمتیں دوگنا سے بھی زیادہ بڑھ چکی ہیں۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق 2026 کے موسم گرما میں اشیا اور خدمات کی پیداواری (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 30)

شعبہ صحت میں انقلابی اقدامات کر رہے ہیں، بخت محمد

تھیلیسیمیا کے مریض بچوں کو بہترین طبی سہولیات کی فراہمی اولین ترجیحات میں شامل ہے، صوبائی وزیر صحت

کوئٹہ (جی این ایم) تھیلیسیمیا کے مریض بچوں کی اپنے ساتھ سالگرہ منانے کی خواہش پوری کرنے کے لئے وزیر صحت بلوچستان بخت محمد کاکڑ سول ہسپتال کے تھیلیسیمیا سینٹر پہنچ گئے، جہاں انہوں نے بچوں کے ساتھ سالگرہ کی خوشیاں منائیں، کیک کاٹا اور بچوں میں تحائف تقسیم کیے۔ اس موقع پر وزیر صحت بخت محمد کاکڑ نے بچوں کے ساتھ وقت گزارا، ان کی حوصلہ افزائی کی اور ان کے بہتر مستقبل کیلئے نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔ (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 31)

فیلڈ مارشل ملائیشیا ڈیفنس اسٹڈیز سینٹر کے ہال آف فیم میں شامل

وزیر اعظم شہباز شریف سمیت دیگر سیاسی رہنماؤں کی فیلڈ مارشل سید عاصم منیر کو مبارکباد

اسلام آباد (آن لائن) فیلڈ مارشل اور چیف آف ڈیفنس فورسز سید عاصم منیر کو ملائیشیا کے نیشنل ڈیفنس اسٹڈیز سینٹر کے ہال آف فیم کے اعزاز سے نواز دیا گیا۔ سماجی رابطے کی سائٹ ایکس پر وزیر اعظم شہباز شریف نے فیلڈ مارشل عاصم منیر کو ملائیشیا کے ہال آف فیم میں شمولیت پر مبارکباد دیتے ہوئے کہا کہ فیلڈ مارشل عاصم منیر کا اعزاز پاکستان اور ملائیشیا کی دیرینہ دوستی کا مظہر ہے۔ وزیر اعظم شہباز شریف نے کہا (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 32)

آبنائے ہرمز میں سمندری بارودی سرنگوں سے ٹکرا کر مزید تین آئل ٹینکرز تباہ

تہران (جی این ایم) آبنائے ہرمز میں سمندری بارودی سرنگوں سے ٹکرا کر تین آئل ٹینکرز تباہ ہو گئے۔ ایرانی میڈیا رپورٹس کے مطابق پاسداران انقلاب کا کہنا ہے کہ چند گھنٹوں کے دوران تین آئل ٹینکرز میں زوردار دھماکے ہوئے اور شدید آگ بھڑک اٹھی، ایک آئل ٹینکر جنوبی ساحل کے قریب، دو آبنائے ہرمز کے مشرق میں متاثر ہوئے۔ پاسداران انقلاب نے مزید بتایا کہ تینوں آئل ٹینکرز امریکی فضائی نگرانی اور عسکری تحفظ میں سفر کر رہے تھے، امریکی (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 33)

گورنر سندھ سید محمد نہال ہاشمی سے وفاقی وزیر تجارت جام کمال خان گورنر ہاؤس میں ملاقات کر رہے ہیں

روزنامہ اُستمان مستونگ
چیف ایڈیٹر: منیر احمد

پبلشر شعیب احمد چیف ایڈیٹر منیر احمد نے انڈس پرنٹنگ پریس سے چھپوا کر آفس روزنامہ اُستمان مستونگ کیلون روڈ یونیورسل کمپلیکس سیکنڈ فلور فلیٹ نمبر 204 سے شائع کیا۔
موبائل نمبر۔0333-7999560 فون نمبر۔081-2443797

آخر سیاستدان کب یہ سمجھیں گے؟

پاکستان کی سیاست ایک مرتبہ پھر ایسے دوراہے پر کھڑی ہے جہاں سیاسی اختلاف ذاتی الزام تراشی اور اقتدار کی کشمکش نے قومی مسائل کو پس منظر میں دھکیل دیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ پاکستان میں سیاسی بلوغت کب آئے گی؟ ہمارے سیاسی رہنما کب یہ سمجھیں گے کہ سیاست محض اقتدار حاصل کرنے مخالفین کو نیچا دکھانے اور حکومتی عہدوں سے فائدہ اٹھانے کا نام نہیں بلکہ عوام کی خدمت آئین کی پاسداری اور قومی مسائل کے حل کا ذریعہ ہے؟ مولانا فضل الرحمان اور حکومتی وزراء کے حالیہ بیانات نے پاکستانی سیاست کے اس پہلو کو ایک مرتبہ پھر نمایاں کردیا ہے۔ اکتوبر 2026ء کے آخری ہفتے میں قومی اسمبلی کے اندر مولانا فضل الرحمان نے حکومت پر آئین کے غلط استعمال اور خیبر پختونخوا میں گورنر راج کے نفاذ کے حوالے سے تنقید کی اور ریاست کے بارے میں ایسے الفاظ کہہ ڈالے جو کسی تجربہ کار سیاستدان سے توقع نہیں کیے جاسکتے حکومتی وزراء خواجہ آصف اور محسن نقوی نے مولانا کے سیاسی کردار اور ماضی پر سخت سوالات اٹھائے۔ یوں قومی اسمبلی میں سیاسی اختلاف ایک مرتبہ پھر ذاتی تنقید اور تلخ جملوں کی نذر ہوتا دکھائی دیا۔ یہ سیاسی رویے مسلمہ جمہوری اصولوں اور سیاسی بصیرت و بلوغت کے منافی ہیں یہ صورت حال کسی ایک سیاسی جماعت یا رہنما کا مسئلہ نہیں بلکہ ہماری مجموعی سیاسی ثقافت کی عکاسی کرتی ہے سیاسی بلوغت کا مطلب یہ ہے کہ سیاسی رہنما اپنے اختلافات کو ذاتی دشمنی میں تبدیل نہ کریں۔ وہ مخالف جماعت کو دشمن یا غدار سمجھنے کے بجائے ایک سیاسی فریق تسلیم کریں۔ اقتدار میں ہوں تو اپوزیشن کے حقوق کا احترام کریں اور اپوزیشن میں ہوں تو حکومت کے ہر فیصلے کو محض مخالفت کی بنیاد پر رد نہ کریں۔ سیاسی بلوغت یہ بھی ہے کہ رہنما اپنے ماضی کے سیاسی فیصلوں کا جائزہ لینے اور غلطیوں کو تسلیم کرنے کا حوصلہ رکھتے ہوں۔ اگر کوئی سیاست دان ماضی میں کسی غیر جمہوری اقدام کا حصہ رہا ہے تو اسے دوسروں پر تنقید کرتے وقت اپنے کردار کا بھی جائزہ لینا چاہیے۔ بدقسمتی سے پاکستان میں سیاسی جماعتیں اکثر اپنے مخالفین کے ماضی کو تو یاد رکھتی ہیں مگر اپنے ماضی کے فیصلوں کو بھول جاتی ہیں۔ مولانا فضل الرحمان ایک تجربہ کار سیاسی رہنما ہیں۔ وہ مختلف ادوار میں حکومتوں کا حصہ بھی رہے ہیں اور اپوزیشن کی سیاست بھی کرتے رہے ہیں۔ حالیہ سیاسی صورت حال میں انہوں نے حکومت اور اپوزیشن کے درمیان مذاکرات سیاسی مفاہمت اور نئے میثاقِ جمہوریت کی ضرورت پر زور دیا ہے۔ کیا حکومتی وزراء کے لیے یہ مناسب ہے کہ وہ سیاسی مخالفین کے خلاف ذاتی الزامات اور تلخ زبان استعمال کریں؟ اور کیا اپوزیشن رہنماؤں کو یہ احساس نہیں ہونا چاہیے کہ ریاست آئین اور قومی اداروں کے بارے میں گفتگو میں ذمہ داری اور احتیاط ضروری ہے؟ پاکستان کی سیاست کا ایک بڑا المیہ دوہرے معیار ہیں۔ جب کوئی جماعت اقتدار میں ہوتی ہے تو اسے اپنے اقدامات جمہوریت اور قومی مفاد کے لیے ضروری نظر آتے ہیں لیکن جب وہی جماعت اپوزیشن میں آتی ہے تو انہی اقدامات کو غیر جمہوری قرار دینے لگتی ہے۔ حکومتیں اپوزیشن کو مذاکرات کی دعوت دیتی ہیں لیکن عملی طور پر اختلاف برداشت کرنے میں مشکلات محسوس کرتی ہیں۔ اپوزیشن حکومت کو آئین کی پاسداری کا درس دیتی ہے لیکن خود اپنے دورِ اقتدار اور سیاسی فیصلوں کا احتساب کرنے سے گریز کرتی ہے۔ سیاسی بلوغت کا تقاضا ہے کہ تمام سیاسی جماعتیں اس دوہرے معیار کو ختم کریں۔ اگر جمہوریت اچھی چیز ہے تو وہ صرف اپنی جماعت کے لیے نہیں بلکہ تمام سیاسی جماعتوں کے لیے ہونی چاہیے۔ اگر آئین قابل احترام ہے تو اس کا احترام صرف حکومت نہیں اپوزیشن بھی کرے۔ اگر سیاسی آزادی ضروری ہے تو اس کا حق مخالف جماعتوں کو بھی دیا جائے۔ حکومت کا کردار کسی صورت جارحانہ نہیں بلکہ مفاہمانہ ہونا چاہیے افسوس پاکستان میں ایک بھی سیاسی اکیڈمی نہیں ہے جہاں سیاست دانوں کی سیاسی تربیت کی جاسکے عوام کو بھی بیداری اور شعور سے مسلح کرنے کی ضرورت ہے تاکہ وہ بہتر فیصلے کرسکیں خیبر پختونخوا میں ہنگامی اقدامات اور گورنر راج کے نفاذ نے وفاقی حکومت اور اپوزیشن کے درمیان سیاسی کشیدگی کو مزید بڑھایا ہے۔ وفاقی حکومت نے دہشت گردی اور امن وامان کی صورت حال کو ان اقدامات کی وجہ قرار دیا جبکہ اپوزیشن نے اسے آئینی اور جمہوری اصولوں کے خلاف قرار دیا۔ یہ حقیقت اپنی جگہ اہم ہے کہ دہشت گردی پاکستان کا ایک سنگین قومی مسئلہ ہے۔ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ شہریوں کی جان ومال کا تحفظ کرے۔ لیکن یہ بھی ضروری ہے کہ دہشت گردی کے خلاف اقدامات آئین قانون اور عوامی اعتماد کے دائرے میں ہوں۔ امن وامان کے مسائل کا حل صرف سیاسی حکومتوں کو مفلوج کرنے یا سیاسی مخالفین کو دبانے میں نہیں بلکہ موثر حکمرانی عوامی تعاون مقامی حکومتوں کی مضبوطی پولیس اصلاحات اور سیاسی مفاہمت میں ہے۔ جب سے خیبر پختونخوا میں گورنر راج نافذ ہوا ہے حکومت کی دہشت گردی کے خاتمے پر توجہ کم ہے اور اپوزیشن کو سیاسی انتقام کا نشانہ بنانے پر زیادہ ہے اگر سیاسی قیادت قومی سلامتی کے مسئلے کو بھی سیاسی پوائنٹ اسکورنگ کے لیے استعمال کرے گی تو اس سے دہشت گردی کے خلاف قومی اتحاد کمزور ہوگا۔ سیاست دانوں کو عوام کے مسائل کیوں یاد نہیں؟ پاکستان میں عوام مہنگائی، بے روزگاری، غربت، ناقص تعلیم، صحت کی سہولتوں کی کمی اور انصاف کے حصول میں مشکلات کا سامنا کر رہے ہیں۔ کروڑوں بچوں کا اسکولوں سے باہر ہونا نوجوانوں کے لیے روزگار کے محدود مواقع اور عام شہری کی معاشی مشکلات ایسے مسائل ہیں جن پر قومی اسمبلی اور سیاسی جماعتوں کو سنجیدہ بحث کرنی چاہیے۔ لیکن ہمارے سیاسی مباحث میں اکثر یہ سوال غالب رہتا ہے کہ کس رہنما کو حکومت میں حصہ ملے گا؟ کون سا سیاسی گروہ اقتدار میں شامل ہوگا؟ کس جماعت کا رہنما کس کو شکست دے گا؟ سیاسی بلوغت اس وقت آئے گی جب سیاسی جماعتیں اپنے منشور اور کارکردگی کا جائزہ عوام کے سامنے پیش کریں گی۔ جب حکومتیں یہ بتائیں گی کہ انہوں نے تعلیم، صحت، روزگار اور غربت کے خاتمے کے لیے کیا اقدامات کیے، اور اپوزیشن حکومت کو محض تنقید کا نشانہ بنانے کے بجائے قابل عمل متبادل تجاویز بھی دے گی پاکستان میں سیاسی بلوغت کے فروغ کے لیے درج ذیل اقدامات ضروری ہیں تمام سیاسی جماعتیں ایک نئے میثاقِ جمہوریت پر اتفاق کریں، جس میں آئین کی بالادستی، پارلیمان کی مضبوطی، آزادانہ انتخابات، سیاسی آزادیوں اور پرامن انتقالِ اقتدار کی ضمانت ہو۔ تمام سیاسی جماعتیں اس بات پر اتفاق کریں کہ اختلاف رائے کو دشمنی، غداری یا ذاتی تضحیک میں تبدیل نہیں کیا جائے گا۔ سیاسی مخالفین کے خلاف الزام تراشی کے بجائے دلیل اور شواہد سے بات کی جائے گی۔ قومی اسمبلی اور سینیٹ کو ذاتی حملوں اور سیاسی تماشوں کے بجائے قومی مسائل کے حل کا موثر فورم بنایا جائے۔ تعلیم، صحت، روزگار، دہشت گردی، معیشت اور آئینی اصلاحات پر سنجیدہ بحث کو ترجیح دی جائے۔ حکومت اور اپوزیشن کے درمیان مذاکرات کا ایک مستقل اور باقاعدہ نظام قائم کیا جائے تاکہ سیاسی بحران کو تصادم تک پہنچنے سے پہلے حل کیا جاسکے سیاسی بلوغت کا آغاز سیاسی جماعتوں کے اندر سے ہونا چاہیے۔ جماعتوں میں باقاعدہ انتخابات، مشاورت، اختلاف رائے کی آزادی اور کارکنوں کی عزت کو یقینی بنایا جائے۔ سیاسی جماعتیں خود جمہوری ہوں گی تو ملک میں جمہوریت مضبوط ہوگی۔ پاکستان کو آج ایسے سیاسی رہنماؤں کی ضرورت ہے جو ذاتی مفادات سے بالاتر ہوکر قومی مفاد کو ترجیح دیں۔

برسوں سے زیر بحث رہنے والا موضوع

تحریر: سعد اختر

پاکستان میں جبری گمشدگیوں کا موضوع برسوں پرانا اور برسوں سے ہی زیر بحث ہے۔ قانونی فورم ہو یا کوئی سماجی پلیٹ فارم، ہمیشہ اس پر بات ہوتی رہی ہے۔ میڈیا نے بھی اس پر کافی آواز اٹھائی ہے۔ تاہم اربابِ اختیار جبری گمشدگیوں کے حوالے سے کبھی سنجیدہ نہیں ہوئے۔ اس کے شکار افراد کے لواحقین نے ہمیشہ حکومتی اور عدالتی ایوانوں کی طرف دیکھا ہے کہ شاید انہیں انصاف مل جائے۔ اُن کے پیارے انہیں واپس مل جائیں لیکن ایسا نہیں ہوسکا۔ سوال کتنے ہی ہیں۔ ہر جبری اغواء یا گمشدہ شخص کے خاندان کا حق ہے کہ اربابِ اختیار سے سوال کرے۔ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں کہ جبری اغواء یا گمشدگی آخر کیا ہے؟ تو آئیں جانتے ہیں، جبری گمشدگی (Enforced Disappearance) کی حقیقت کیا ہے۔ کسی بھی شخص کو ریاست یا ریاستی اداروں کی جانب سے کسی ایف آئی آر کے بغیر حراست میں لینا جبری گمشدگی کہلاتا ہے۔ ریاست کی طرف سے گرفتاری سے انکار بھی اسی زمرے میں آتا ہے۔ حراست میں لیے جانے کی صورت میں ایسے شخص کی موجودہ جگہ کو چھپانا اور پوشیدہ رکھنا بھی جبری گمشدگی کی ایک شکل ہے۔ ایسا کر کے جبری اغواء ہونے والے شخص کو قانونی تحفظ سے محروم کر دیا جاتا ہے ایسے عمل کو کسی بھی مہذب معاشرے میں اچھا نہیں سمجھا جاتا۔

پاکستان میں جبری گمشدگیوں کا آغاز 1999ء میں ہوا۔ جب جنرل پرویز مشرف کی حکومت تھی۔ یہ ایک تسلسل تھا جو 2008ء تک جاری رہا۔ بعد کی حکومتوں میں بھی یہی ہوا۔ لوگ لاپتہ ہوتے رہے یا جبری گمشدگی کا شکار ہو گئے۔ انسانی حقوق کی ایک معروف کارکن اور ڈیفنس آف ہیومن رائٹس پاکستان کی چیئرپرسن آمنہ مسعود جنجوعہ کے مطابق پاکستان میں جبری گمشدگی کے پانچ ہزار سے زیادہ کیس اب تک رپورٹ ہوئے ہیں۔ اس تنظیم کا یہ بھی الزام ہے کہ پاکستان میں جبری گمشدگیوں کے واقعات میں کوئی اور نہیں بلکہ قانون نافذ کرنے والے ادارے ملوث ہیں تاہم یہ ادارے اس بات سے انکار کرتے ہیں۔ اُن کا یہ موقف ہوتا ہے کہ لاپتہ افراد میں سے بیشتر افغانستان چلے گئے یا ٹی ٹی پی (تحریک طالبان پاکستان) میں شامل ہوکر پاکستان اور افغانستان کے سرحدی علاقوں اور پہاڑوں میں چھپے ہوئے ہیں۔ کافی لوگ ملک سے فرار ہوکر یورپ میں اقامت اختیار کئے ہوئے ہیں۔ فرار کے دوران راستے میں کئی کی موت واقع ہوگئی۔ جو زندہ بچے وہ کسی طرح یورپ پہنچ گئے اور اب وہاں خودساختہ جلاوطنی کی زندگی گزار رہے ہیں۔

2011ء میں حکومت نے جبری گمشدگیوں کے معاملات کی تحقیقات کے لیے ایک کمیشن بھی قائم کیا جس کی رپورٹ کے مطابق کمیشن کو جبری گمشدگی یا لاپتہ افراد کے 7000 کیسز موصول ہوئے۔ ان میں سے قریباً 5000 کو حل کیا جا چکا ہے۔ تاہم یہ گمشدگیاں پاکستان میں انسانی حقوق کے ریکارڈ پر ایک سیاہ داغ کی مانند ہیں۔

پاکستان کا جو فوجداری نظام ہے، وہ بنیادی طور پر عام جرائم پیشہ افراد کو انصاف کے کٹہرے میں لانے کے لیے بنایا گیا ہے۔ بہت سی قانونی خامیوں، گواہوں اور ججوں کو لاحق خطرات، نیز الیکٹرانک ذرائع سے حاصل کردہ شواہد کو بطور ثبوت قبول کرنے کی محدود گنجائش کے باعث دہشت گردی کے مقدمات میں قانونی کارروائی انتہائی مشکل رہی ہے۔ 2001ء سے 2020ء کے دوران دہشت گردی کے مقدمات میں سزا کی شرح صرف 8 فیصد رہی جو فوجداری طریقہ کار کی محدود افادیت کو ظاہر کرتی ہے۔

سنگین جرائم اور دہشت گردی میں ملوث عناصر کے خلاف عدالتی کارروائی موثر ثابت نہ ہو تو قانون نافذ کرنے والے اداروں پر غیر رسمی اور ماورائے قانون اقدامات کا دباؤ پڑتا ہے۔ اس صورت حال سے جبری گمشدگیوں کے الزامات جنم لیتے ہیں۔ خصوصاً جب دہشت گردی کے مشتبہ افراد کو حراست میں لینے کے بعد فوری طور پر باقاعدہ کارروائی شروع نہ ہو۔

پاکستان کا انسدادِ دہشت گردی ایکٹ 1997، دہشت گردی سے متعلق جرائم اور مشتبہ افراد سے نمٹنے کے لیے بنیادی قانونی ڈھانچہ فراہم کرتا ہے۔ تاہم ٹی ٹی پی اور بی ایل اے جیسی تنظیموں سے وابستہ دہشت گردوں کے خلاف موثر قانونی کارروائی کے حوالے سے اس میں بعض خامیاں موجود تھیں۔ ان خامیوں کو دور کرنے کے لیے اس قانون میں دفعہ 11-EEEE شامل کی گئی۔ یہ دفعہ تحقیقات کے مقصد کے لیے احتیاطی حراست کی اجازت دیتی ہے جس کے تحت دہشت گردی کے حوالے سے مشتبہ افراد کو شواہد اکٹھے کرنے اور تحقیقات مکمل کرنے کے مقصد کے تحت 90 دن تک حراست میں رکھا جا سکتا ہے تاکہ مقدمہ چلانے سے قبل عدالت میں ٹرائل کے لیے باقاعدہ قانونی بنیاد فراہم کی جاسکے۔ 90 دن تک کسی بھی مشتبہ افراد یا ایسے ملزم کو جسمانی ریمانڈ پر رکھنے کی قانونی شق رکھی گئی ہے۔ تاکہ دہشت گردی سے متعلق اس سے جامع اور مکمل تحقیقات ہوسکے۔

انسداد دہشت گردی پنجاب ترمیمی ایکٹ 2026ء میں بھی دفعہ 11-EEEE شامل کی گئی ہے۔ جبکہ اسی ایکٹ میں دفعہ 21-AAA کو بھی متعارف کرایا گیا۔ جس کے ذریعے پنجاب میں ایسا خصوصی سیکورٹی نظام قائم کیا گیا ہے جس میں فیس لیس کورٹس (Faceless Courts) ججوں اور استغاثہ کے گواہوں کے تحفظ کے لیے اضافی اقدامات شامل ہیں۔ یہ تحفظ اس لیے انتہائی اہم ہے کیونکہ دہشت گردی کے مقدمات اکثر روائتی عدالتی نظام کے ذریعے اپنے منطقی انجام تک نہیں پہنچ پاتے۔ جبکہ دہشت گردی کے مقدمات کی سماعت کرنے والے ججوں پر اکثر حملوں کے خدشات رہتے ہیں۔ دیگر کئی خطرات بھی انہیں لاحق ہوتے ہیں۔ گزشتہ دو دہائیوں کے دوران پاکستان میں دہشت گردی کے مقدمات میں سزا کی شرح 8.7 فیصد رہی جبکہ برطانیہ میں یہ شرح 88 فیصد، چین میں 99 فیصد اور جاپان میں 99.9 فیصد بتائی جاتی ہے۔

غیر نتیجہ خیز عدالتی کارروائیاں دہشت گرد تنظیموں کو موقع فراہم کرتی ہیں کہ قانونی عمل کو اپنے حق میں استعمال کرتے ہوئے لاپتہ افراد یا جبری گمشدگیوں جیسے بیانیوں کے ذریعے خود کو مظلوم ظاہر کریں۔ اس قانونی نظام کے تحت کسی مشتبہ شخص کو ایک متعین قانونی طریقہ کار کے مطابق حراست میں رکھا جاسکتا ہے جس میں اہل خانہ کو اطلاع دینا اور 24 گھنٹوں کے اندر متعلقہ جج یا مجسٹریٹ کے سامنے پیش کرنا لازم ہے۔ 90 دن کے جسمانی ریمانڈ کی مدت متعلقہ اداروں کو تحقیقات اور شواہد جمع کرنے کا موقع فراہم کرتی ہے۔ اگر الزام ثابت نہ ہو تو مشتبہ شخص کو رہا کردیا جاتا ہے جبکہ ٹھوس شواہد دستیاب ہونے کی صورت میں اس کے خلاف عدالتی کارروائی شروع کی جاسکتی ہے۔

فیس لیس کورٹ کے طریقہ کار کے تحت ہائی کورٹ کے چیف جسٹس انسداد دہشت گردی کی عدالتوں (ATC) کے ججوں اور پراسیکیوٹرز کو دہشت گردوں کے مقدمات کی سماعت اور کارروائی کے لیے تعینات کرسکتے ہیں اور ان سے متعلق تمام معلومات کو خفیہ رکھنے جیسے اقدامات بھی کیے جاتے ہیں۔ جن میں محفوظ دستاویزات، خفیہ دستخط، بند کمرے میں عدالتی کارروائی اور آواز کو تبدیل کرنے (Voice Masking) جیسے طریقے شامل ہیں۔ اس طرح عدالتی اور استغاثہ سے وابستہ افراد کو تحفظ فراہم کیا جاتا ہے۔ قتل کی دھمکیوں یا اغواء کے خطرات کے باوجود دہشت گردی کے مقدمات کی کارروائی پھر بھی جاری رہتی ہے۔

عدالتی عملے کو لاحق سیکورٹی خطرات محض نظریاتی خدشات نہیں۔ بلکہ حقیقت پر مبنی ہیں۔ بلوچستان ہائی کورٹ اور وفاقی شرعی عدالت کے سابق چیف جسٹس محمد نورسکانزئی کو 2012ء میں فاران میں قتل کر دیا گیا جبکہ ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج عبدالحکیم کاکڑ جولائی 2026ء میں مستونگ کے مقام پر قتل کردیے گئے۔ اس حملے میں ایڈیشنل سیشن جج طارق لاشاری شدید زخمی ہوئے۔

اسپین، نیدرلینڈ اور چلی میں انتہا پسندوں نے ججوں کے خلاف ایسی ہی کئی وارداتیں کیں۔ بین الاقوامی واقعات اور مثالیں ظاہر کرتی ہیں کہ دہشت گردی اور منظم جرائم کے خلاف کارروائی کے دوران عدالتی عملے، گواہان اور کیس سے متعلقہ دیگر افراد کی شناخت اور جسمانی تحفظ کو یقینی بنانا دنیا کے قانونی نظاموں میں ایک تسلیم شدہ طریقہ کار ہے۔ اور ان کا تحفظ ہماری ریاست کی اولین ذمہ داری ہے۔

مجموعی طور پر ریاست کے تمام تر اقدامات لاپتہ افراد کے بیانیے اور جبری گمشدگیوں کے الزامات سے نمٹنے کے لیے ایک ٹھوس ادارہ جاتی ردعمل فراہم کرتے ہیں۔ دہشت گردی سے متعلقہ افراد کو حراست میں لینے کا عمل کسی غیر واضح طریقہ کار کے تحت نہیں بلکہ ایک متعین کردہ قانونی اور عدالتی نگرانی پر مبنی نظام کے تحت انجام دیا جاتا ہے۔

عافیہ ابھی گھر واپس نہیں آئی اسے مل کر واپس لانا ہے

تحریر: ڈاکٹر فوزیہ صدیقی

عافیہ کی رہائی کی افواہیں اتنی مہارت سے پھیلائی گئی ہیں کہ ہم ایک مرتبہ پھر وضاحت کرنے پر مجبور ہوگئے۔ قوم کی بیٹی اور میری بہن عافیہ کے بارے میں سوشل میڈیا پر جو خبریں وائرل کی جارہی ہیں کہ اسے رہا کردیا گیا ہے اور وہ واپس آگئی ہیں، یہ محض افواہیں ہیں، ان میں کوئی صداقت نہیں ہے۔ میری دلی خواہش ہے کہ کاش یہ افواہ نہ ہوتی بلکہ سچ ہوتا اور ہم اس وقت مل کر خوشیاں منا رہے ہوتے۔ آپ سب ہمارے پاس ہوتے اور ہماری خوشیوں میں شریک ہوتے۔ عافیہ کے تمام سپورٹرز سے اپیل ہے کہ سچ اور جھوٹ کے درمیان فرق کرنے کی اس صلاحیت کو بروئے کار لائیں، جو اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو عطا فرمائی ہے۔

یہ محض ایک افواہ ہے جو منصوبہ بندی کے ساتھ پھیلائی جارہی ہے کہ عافیہ گھر واپس آگئی ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے ایسا نہیں ہے۔ یہ ان انتہائی تکلیف دہ حملوں میں سے ایک اور حملہ ہے جو اس وقت کیا جاتا ہے جب عافیہ کے کیس میں پیشرفت شروع ہوا چاہتی ہے۔ جو ہمارے دلوں کو دکھی کر دیتا ہے اور صرف ہمارے ہی نہیں، عافیہ کے تمام سپورٹرز کے دلوں کو بھی تکلیف پہنچاتا ہے۔ جس طرح عافیہ کی رہائی کی خبر کا خیر مقدم کیا جاتا ہے وہ ظاہر کرتا ہے کہ پوری قوم عافیہ کی رہائی اور وطن واپسی کی خوشیاں منانا چاہتی ہے، قوم کی خواہش ہے کہ عافیہ آزاد ہو جائے اور اپنے بچوں اور فیملی کے ساتھ بقیہ زندگی گزارے۔ وہ ابھی بھی انتہائی خوفناک حالت میں قید ہے۔ ہم اس وقت اس موڑ پر تھے جہاں ہمیں آپ کی حمایت کی ضرورت تھی۔ اور الحمدللہ وہ آپ لوگوں نے ثابت بھی کردی ہے۔

اس وقت عافیہ کا عدالتی کیس اور اس کی رہائی کے لیے دائر پٹیشن ایک نئی سمت میں آگے بڑھ رہی ہے۔ جیسے ہی رفتار بڑھنے لگی، افواہیں پھیلنا شروع ہوگئیں۔ بالکل پہلے کی طرح، کبھی وہ کہتے ہیں وہ مرگئی ہے، کبھی کہتے ہیں وہ آزاد ہوگئی ہے۔ دراصل رفتار کو توڑنا چاہتے ہیں۔ حمایت کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ اور ٹائمنگ بھی وہی ہے، جیسا کہ آپ اتنے سالوں سے دیکھ رہے ہیں، کہ جب ہماری پٹیشن آگے بڑھ رہی ہوتی ہے اور آپ کی حمایت کی ضرورت ہوتی ہے، تو ایسی خبریں جاری کردی جاتی ہیں، کہ خدانخواستہ اس کی زندگی ختم ہوگئی ہے، یا پھر وہ آزاد ہوگئی ہے، تاکہ یہ momentum ٹوٹ جائے اور آپ کی حمایت ختم ہوجائے۔

لیکن آپ لوگوں نے خوشیوں کا اظہار کرکے اور یہاں تک کہ مٹھائیوں کے ساتھ مبارکباد دے کر دکھا دیا ہے کہ آپ کے دلوں سے عافیہ کی محبت نہیں جائے گی، ان شاءاللہ۔ لیکن اگر آپ عافیہ سے اتنی محبت کرتے ہیں تو براہ کرم ایسی خبروں کو نہ پھیلائیں۔ بلکہ عافیہ موومنٹ کے تمام سوشل ہینڈلز پر جا کر دیکھیں، وہاں عافیہ کے بارے میں مصدقہ معلومات ملیں گی اور اس کے بعد ہی شیئر کریں۔ براہ کرم ان بدنیتی پر مبنی کوششوں کو ناکام بنائیں، ہماری تحریک اور آپ کی حمایت کو پٹڑی سے نہ اتارنے دیں۔ یہ آپ کو بولنے سے اور ایک ساتھ متحد رہنے سے روکنے کے لیے ہے، اسے ناکام بنادیں۔ اور ایسی افواہوں کو وائرل نہ ہونے دیں، بلکہ انہیں متعلقہ فورم پر رپورٹ کریں، کہ وہ ایسا فریب کیوں کر رہے ہیں؟ عافیہ کے ساتھ کھڑے ہوں کیونکہ جدوجہد جاری ہے اور ہم امید کرتے ہیں کہ ہم مل کر اچھی خبر لائیں گے، ان شاءاللہ ہم اپنی بہن کو گھر لائیں گے۔ ملک کے وقار کو بڑھائیں گے۔ آئیے مل کر تجدید عہد وفا کریں۔ اقبال کا پیغام ہے: "تندیٔ باد مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب۔۔۔ یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لیے"۔

بانی پاکستان اور جنت نظیر کشمیر

تحریر: مائیکل روز ایڈووکیٹ

مصور پاکستان حضرت علامہ اقبال کی اردو اور فارسی شاعری میں جابجا کشمیر کے لیے "جنت نظیر خطے" کا حوالہ دیا گیا۔ حضرت قائداعظم محمد علی جناح نے اسی کشمیر کو پاکستان کی اقتصادی شہ رگ قرار دے کر پاکستان اور کشمیر کو لازم وملزوم کی ایسی ریشمی ڈوری میں باندھ دیا جسے ایک دوسرے سے جدا کرنا مشکل ہی نہیں ناممکن بھی ہے۔ تقسیم کے وقت ریڈکلف کمیشن جانبداری کا مظاہرہ نہ کرتا تو کشمیری 14 اگست 1947 سے ہی نئے اور آزاد وطن (پاکستان) کا حصہ بن جاتا! ریڈکلف کمیشن کی غیر معقول سفارشات اور طرف داری پر مبنی پالیسی نے مظلوم، مجبور اور مقہور کشمیریوں کے خواب چکنا چور کردیے۔ وہ بھارت اور اس کے سیاست دان جو 77 برس سے اٹوٹ انگ کا الاپ رہے تھے آج ان کا اپنا دیش علیحدگی کی درجن بھر تحریکوں کا سامنا کر رہا ہے۔ وزیر تعلیم کے استعفے کے بعد کاکروچ پارٹی اب بھارتی الیکشن کمیشن کے سربراہ کی جانب داری کے خلاف صف آراء ہے۔ بھارت بھر میں طلبا احتجاج جو رنگ دکھا رہا ہے اس پر بی بی سی اور سی این این کئی پروگرام نشر کر چکے ہیں، سیاسی پنڈتوں کا کہنا تھا کہ اب بھارت میں رجیم کی تبدیلی زیادہ دور نہیں۔ دنیا کی سب سے بڑی جمہوری ریاست کے دو بڑے کردار مقبوضہ کشمیر کے سابق وزیراعلیٰ فاروق عبداللہ اور اندرا گاندھی کی بہو سونیا گاندھی کے حالیہ سچ نے ہندوستانی سماج کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ فاروق عبداللہ نے اپنے انٹرویو میں انکشاف کیا کہ انہوں نے 1947 میں آل جموں وکشمیر مسلم کانفرنس کو نیشنل کانفرنس کی شکل دے کر غلط قدم اٹھایا، اندازہ نہیں تھا کہ بھارت کی سرپرستی میں نیشنل کانفرنس کشمیر کاز سے دور ہو جائے گی۔ سونیا گاندھی کی کتاب میں بتایا گیا کہ بابری مسجد کی شہادت کا فیصلہ جانبداری پر مبنی تھا جس نے ہندوستان میں اقلیتوں کو ریاست سے دور کردیا اور یہ سارا کا سارا کیا دھرا مودی کی پارٹی (بی جے پی) کا ہے۔ نریندر مودی مقبوضہ کشمیر میں اور بینجمن نیتن یاہو فلسطین میں نسل کشی جیسے جنگی جرائم کے مرتکب ہوئے۔ طاقت اور اختیار کے نشے میں انسانی حقوق کی حدود کو پھلانگنے والے جان لیں جب خدا کی بے آواز لاٹھی چلتی ہے تو وہ بڑے بڑے بادشاہوں کو ماضی کا قصہ بنادیتی ہے۔ نہج البلاغہ میں امام علی کا فرمان موجود ہے "خود کو طاقت اور قوت کا مرکز اور محور سمجھنے والوں سے عبرت لی جائے، جنہیں لاد کر دفنایا گیا" عالمی ادارے کی ایک رپورٹ میں بتایا گیا کہ 5 اگست 2019 کو آرٹیکل 370 اور 35A ختم کرکے مودی حکومت نے مقبوضہ وادی میں 350 کتابوں پر پابندی کے ساتھ غیر ریاستی افراد کو کشمیر میں بسا کر جنت نظیر خطے کی جغرافیائی [illegible] بھارتی فوج نے 1989ء سے [illegible] تک 96 ہزار 3 سو 82 کشمیریوں کو شہید کیا جن میں سے 7 ہزار 3 سو 69 کو دوران حراست وحشیانہ تشدد اور جعلی مقابلوں میں شہید کیا گیا اس عرصے کے دوران 1 لاکھ 72 ہزار 4 سو 64 کشمیریوں کو گرفتار کیا، 1 لاکھ 10 ہزار 5 سو 21 مکانات اور دیگر عمارتیں تباہ کیں، بھارتی ریاستی دہشت گردی کے نتیجے میں 22 ہزار 9 سو 80 خواتین بیوہ جبکہ 1 لاکھ 7 ہزار 9 سو 74 بچے یتیم ہوئے۔ بھارتی فوج کے اہلکاروں کی تعداد 7 لاکھ 50 ہزار، پیرا ملٹری اہلکاروں کی تعداد 5 لاکھ 35 ہزار، پولیس اہلکاروں کی تعداد 1 لاکھ 30 ہزار، اسپیشل پولیس آفیسرز کی تعداد 35 ہزار جبکہ ولیج ڈیفنس کمیٹیوں کے اہلکاروں کی تعداد 50 ہزار ہے۔ مجموعی طور پر یہ تعداد پندرہ لاکھ ایک ہزار بنتی ہے۔ مقبوضہ جموں وکشمیر میں آئے روز قتل وغارت بھارتی حکومت کی کھلم کھلا دہشت گردی ہے۔ بھارتی حکومت کی دہشت گردی عالمی اداروں کے منہ پر کھلا طمانچہ ہے کہ وہ انسانی حقوق کے دعوی دار بھارت کی مقبوضہ کشمیر میں دہشت گردی اور بندوق کے زور پر کشمیریوں کو غلام رکھنے کا نوٹس لیں۔ بھارت میں مودی سرکار کا دور شروع ہوتے ہی مقبوضہ کشمیر میں ظلم وبربریت میں اضافہ ہوا۔ مقبوضہ کشمیر میں انسانی حقوق کی بدترین پامالیاں ہو رہی ہیں۔ بھارتی سیکورٹی فورسز نہتے کشمیریوں پر پیلٹ گنز کا استعمال کرکے آنے والی نسلوں کو اندھا کر رہی ہے۔ مقبوضہ کشمیر میں کالے قوانین کے ذریعے آزادی کی جدوجہد کرنے والے معصوم اور نہتے کشمیریوں پر ظلم وبربریت کے نئے نئے ہتھکنڈے استعمال ہو رہے ہیں۔ کبھی آبی معاہدات کی خلاف ورزی کی جارہی ہے اور کبھی جنگی معاہدات کی۔ سیز فائر لائن اور ورکنگ باؤنڈری پر امن اور معصوم کشمیریوں کو نشانہ بنایا جارہا ہے۔ معصوم طالب علموں، عورتوں اور بچوں پر لاٹھی چارج اور پیلٹ کا استعمال روز کا معمول بن چکا ہے۔ انسانی حقوق کی تنظیموں کو بھی مقبوضہ کشمیر تک رسائی نہیں دی جارہی ہے۔ اتنے مہلک اور ممنوعہ ہتھیاروں کا استعمال کیا جارہا ہے جن کا استعمال جنگی حالات میں بھی ممنوع ہے۔ بچوں سے سکول بیگ چھینے جارہے ہیں۔ بغیر کسی وارنٹ کے لوگوں کو گرفتار کیا جارہا ہے۔ خواتین کے ساتھ زیادتی کے واقعات بھارتی درندوں کا معمول بن چکا ہے جبکہ اجتماعی قبروں کی دریافت اور گم شدہ افراد کی تاحال بازیابی نہیں ہوئی ہے۔ مگر انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ عالمی اداروں اور بالخصوص اقوام متحدہ کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگ رہی ہے، اور وہ آنکھوں پر پٹی باندھے خاموش تماشائی بنے ہیں۔ بھارت کی روایتی ہٹ دھرمی سے کشمیریوں پر عرصہ حیات تنگ کیا گیا، مال واولاد چھین لیا گیا، گھر بار سے دور کردیا گیا اور کاروبار، معیشت و معاشرت تباہی کے دہانے پر پہنچادی گئی، اس سب کے [illegible]

عالمی ماحولیاتی فورم پر وزیراعظم کی موثر سفارت کاری

تحریر: منیر احمد

عالمی سیاست میں کسی ملک کی اہمیت کا اندازہ صرف اس کی معاشی طاقت، عسکری صلاحیت یا جغرافیائی محل وقوع سے نہیں لگایا جاتا بلکہ عالمی مسائل پر اس کے موقف، سفارتی بصیرت اور بین الاقوامی برادری کو متاثر کرنے کی صلاحیت بھی اس کی پہچان بنتی ہے۔ پاکستان نے حالیہ برسوں میں موسمیاتی تبدیلی کے مسئلے پر جس موثر انداز سے اپنا مقدمہ عالمی سطح پر پیش کیا ہے، اس نے ملک کو ترقی پذیر اور موسمیاتی خطرات سے دوچار ریاستوں کی ایک اہم آواز بنا دیا ہے۔ وزیراعظم محمد شہباز شریف کا 10 سے 12 نومبر 2026 تک ترکیہ کے شہر انطالیہ کا دورہ اور اقوام متحدہ کے تحت منعقد ہونے والی 31ویں عالمی ماحولیاتی کانفرنس (COP31) میں پاکستان کی نمائندگی اسی سفارتی حکمت عملی کا ایک اہم حصہ تھا۔ وزیراعظم نے عالمی رہنماؤں کے سامنے نہ صرف پاکستان کو درپیش موسمیاتی خطرات کی نشاندہی کی بلکہ ترقی پذیر ممالک کے لیے منصفانہ مالی معاونت، جدید ٹیکنالوجی کی فراہمی اور عالمی تعاون کی ضرورت کو بھی بھرپور انداز میں اجاگر کیا۔ انطالیہ میں پاکستان کا موقف محض ایک ملک کے مسائل تک محدود نہیں تھا بلکہ ان کروڑوں انسانوں کے مستقبل سے متعلق تھا جو موسمیاتی تبدیلی کے اثرات کا سب سے زیادہ سامنا کر رہے ہیں، حالانکہ عالمی آلودگی میں ان کا حصہ انتہائی کم ہے۔ وزیراعظم شہباز شریف نے اس عالمی فورم پر پاکستان کی نمائندگی کرتے ہوئے یہ واضح کیا کہ موسمیاتی تبدیلی کے خلاف جنگ میں عالمی ذمہ داریوں کی منصفانہ تقسیم ناگزیر ہے۔ وزیراعظم شہباز شریف کے خطاب کا سب سے اہم پہلو موسمیاتی انصاف کا تصور تھا۔ انہوں نے عالمی رہنماؤں کو یاد دلایا کہ پاکستان عالمی کاربن اخراج میں ایک فیصد سے بھی کم حصہ ڈالتا ہے، لیکن اس کے باوجود موسمیاتی تبدیلی کے تباہ کن اثرات سے متاثر ہونے والے ممالک میں شامل ہے۔ 2022 کے تباہ کن سیلاب اس حقیقت کی واضح مثال ہیں جنہوں نے پاکستان کے ایک بڑے حصے کو متاثر کیا، تقریباً 3 کروڑ 30 لاکھ افراد کی زندگیوں کو متاثر کیا 1700 سے زائد انسانی جانیں ضائع ہوئیں اور ملکی معیشت کو 30 ارب ڈالر سے زیادہ کا نقصان پہنچا۔ وزیراعظم نے اپنے خطاب میں 2025 کے بونیر میں آنے والے تباہ کن سیلاب کا ذکر کرتے ہوئے ایک نوجوان کی المناک کہانی بھی عالمی برادری کے سامنے رکھی جو اپنی شادی سے صرف دو روز پہلے سیلابی ریلے کی نذر ہوگیا۔ یہ واقعہ محض ایک خاندان کا المیہ نہیں بلکہ موسمیاتی تبدیلی کے ان انسانی اثرات کی عکاسی کرتا ہے جو دنیا کے مختلف خطوں میں لاکھوں خاندانوں کو متاثر کر رہے ہیں۔ شہباز شریف نے عالمی رہنماؤں کو باور کرایا کہ موسمیاتی تبدیلی سرحدوں کی پابند نہیں اور کوئی ملک تنہا اس چیلنج کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ان کا یہ موقف پاکستان کے قومی مفادات کے ساتھ ساتھ ترقی پذیر دنیا کے مشترکہ مفادات کی بھی ترجمانی کرتا ہے۔

وزیراعظم نے COP31 میں ایک انتہائی اہم مطالبہ یہ بھی اٹھایا کہ موسمیاتی خطرات سے دوچار ترقی پذیر ممالک کو قرضوں کے مزید بوجھ میں ڈالنے کے بجائے گرانٹ کی صورت میں مالی معاونت فراہم کی جائے۔ انہوں نے موسمیاتی موافقت اور قدرتی آفات سے نمٹنے کے لیے قائم فنڈز میں نمایاں اضافے پر زور دیا اور انہیں کمزور معیشتوں کے لیے بقا کے فنڈز قرار دیا۔ یہ مطالبہ غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے کیونکہ پاکستان جیسے ممالک کو ایک طرف سیلاب، شدید گرمی، خشک سالی، گلیشیئرز کے پگھلنے اور دیگر قدرتی آفات سے نمٹنا پڑتا ہے تو دوسری طرف انہیں اپنی معیشت، توانائی، تعلیم، صحت اور بنیادی ڈھانچے کی ترقی کے لیے بھی وسائل درکار ہوتے ہیں۔ وزیراعظم نے واضح کیا کہ ترقی پذیر ممالک موسمیاتی تبدیلی کے اثرات سے نمٹنے کے لیے اپنی قومی کوششیں جاری رکھے ہوئے ہیں، لیکن عالمی تعاون کے بغیر ان کوششوں کو مطلوبہ نتائج تک پہنچانا ممکن نہیں۔ ان کا یہ موقف بھی قابل توجہ ہے کہ موسمیاتی مالی معاونت صرف اعلانات اور وعدوں تک محدود نہیں رہنی چاہیے بلکہ اسے بروقت، قابل رسائی اور عملی شکل میں متاثرہ ممالک تک پہنچنا چاہیے۔ اس حوالے سے پاکستان کی سفارت کاری نے ایک ایسے بنیادی عالمی مسئلے کو اجاگر کیا ہے جس کا تعلق آنے والی نسلوں کے مستقبل سے ہے۔ وزیراعظم شہباز شریف نے عالمی قیادت کو یہ پیغام دیا کہ موسمیاتی تبدیلی کے خلاف کامیابی کا اصل معیار کانفرنسوں میں کیے جانے والے وعدے نہیں بلکہ وہ عملی اقدامات ہیں جن سے انسانی زندگیاں محفوظ ہوں، متاثرہ خاندانوں کو سہارا ملے اور ممالک قدرتی آفات کے مقابلے کی صلاحیت حاصل کرسکیں۔ اس دورے کا ایک دوسرا اہم پہلو پاکستان کی توانائی پالیسی اور صاف توانائی کی جانب پیش رفت کو عالمی سطح پر اجاگر کرنا تھا۔

وزیراعظم نے COP31 کے موقع پر 35 بائی 35: پاورنگ دی فیوچر کے عنوان سے ہونے والے اعلیٰ سطحی مکالمے سے خطاب کرتے ہوئے بتایا کہ پاکستان نے گزشتہ دو برسوں میں تقریباً 22 گیگاواٹ چھتوں پر نصب شمسی توانائی کی صلاحیت حاصل کی ہے۔ انہوں نے اس پیش رفت کو عام شہریوں کی جانب سے شروع ہونے والا ایک غیر معمولی توانائی انقلاب قرار دیا۔ یہ امر اس لحاظ سے اہم ہے کہ پاکستان کے عوام نے بجلی کے متبادل اور نسبتاً سستے ذرائع کی تلاش میں شمسی توانائی کو تیزی سے اپنایا ہے۔ وزیراعظم نے بتایا کہ پاکستان کے توانائی کے مجموعی نظام میں صاف توانائی کے ذرائع کا حصہ تقریباً 55 فیصد تک پہنچ چکا ہے۔ انہوں نے الیکٹرک گاڑیوں کے فروغ کے لیے حکومتی اقدامات کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ نئی آٹو پالیسی کے تحت 2030 تک نئی گاڑیوں کی فروخت میں الیکٹرک گاڑیوں کا حصہ 30 سائیکلوں کو بھی برقی توانائی پر منتقل کرنے کا منصوبہ پیش کیا گیا ہے۔ وزیراعظم نے اس بات پر بھی زور دیا کہ پاکستان کو صاف توانائی کے اہداف حاصل کرنے کے لیے جدید ٹیکنالوجی، سستے مالی وسائل اور عالمی شراکت داروں کے تعاون کی ضرورت ہے۔ انہوں نے 2035 تک صاف توانائی کے اہداف کے لیے تقریباً 188 ارب ڈالر کی مجموعی مالی ضروریات کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ ترقی پذیر ممالک کو رعایتی مالی معاونت اور قابل رسائی ٹیکنالوجی فراہم کرنا عالمی برادری کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔ وزیراعظم شہباز شریف نے اپنے دورے کے دوران پاکستان کے جوہری توانائی کے شعبے میں پیش رفت کو بھی عالمی ماحولیاتی ایجنڈے سے منسلک کیا۔

پیوٹ اقتدار، مواقع اور تبدیلی کیلئے جدت کا پروگرام

تحریر: حامد حسین عباسی

وزیراعلیٰ مریم نواز نے پہلا پنجاب اینویشن فار ویلیو، اپرچونٹی اینڈ ٹرانسفارمیشن لانچ کردیا۔ پیوٹ (PIVOT) پنجاب میں اقتدار، مواقع اور تبدیلی کیلئے جدت کا پروگرام ہے۔ پروگرام کیلئے STEP پورٹل بھی لانچ کردیا گیا۔ تقریب میں گورنر سٹیٹ بنک آف پاکستان جمیل احمد، پاکستان بزنس کونسل کے ارکان، مایہ ناز سرمایہ کاروں اور نمایاں صنعت کاروں نے شرکت کی۔ صنعتکاروں اور سرمایہ کاروں نے پیوٹ کے اجراء کا خیر مقدم کیا اور بھرپور تعاون کی یقین دہانی کرائی۔ چیف سیکرٹری زاہد اختر زمان نے پیوٹ پر ارتقائی جائزہ میں بتایا پی این ڈی میں پیوٹ سیکرٹریٹ قائم ہوگا، چیف سیکرٹری آفس میں بھی پیوٹ سیل بنے گا۔ ہر ضلع میں متعلقہ ڈپٹی کمشنر پیوٹ کیلئے فوکل پرسن ہوں گے۔ محض 6 ماہ میں پیوٹ کو عملی شکل دینا وزیراعلیٰ پنجاب کے ویژن کی کامیابی ہے۔ سینئر منسٹر مریم [illegible] ہے۔ گورنر سٹیٹ بینک جمیل احمد نے پنجاب میں پیوٹ کی لانچنگ کو سراہا۔ صنعتکار میاں منشا نے وزیراعلیٰ مریم نواز کو خراج تحسین پیش کیا' عارف حبیب نے لاہور سی بی ڈی ون میں پاکستان کی بلند ترین بلڈنگ بنانے کا اعلان کیا وزیراعلیٰ پنجاب مریم نواز شریف نے اپنے خطاب میں کہا تین سالہ اکنامک ٹرانسفارمیشن پلان سے 10 لاکھ لوگوں کا معیار زندگی بلند ہوگا' ایک لاکھ 62 ہزار روزگار کے نئے مواقع پیدا ہونگے، ایکسپورٹ میں 6.8 ارب ڈالر اضافہ ہوگا۔ پیوٹ پلان پر عملدرآمد سے 906 ارب روپے کی نجی سرمایہ کاری آئیگی۔ یہ پلان انڈسٹری، ایگریکلچر، سیاحت، سکلز اور ٹیکنالوجی کے شعبے میں معاشی انقلاب برپا کرے گا۔ 3 سالوں میں ایک ملین افراد کو روزگار کیساتھ ایک لاکھ 62 ہزار اضافی ملازمتیں اور ایکسپورٹ میں 6.8 بلین ڈالر کا اضافہ ہوگا۔ پیوٹ میں حکومتی سرمایہ کاری تقریباً 1,089 ارب روپے اور پرائیویٹ سکٹر سے 906 ارب روپے آئیں [illegible] کے تحت مشینری ڈیوٹی کی واپسی، سولر اور بیٹری توانائی کے ذخیرہ کرنے والے نظام (BESS) کی سہولت بھی فراہم کی جائیگی۔ پیوٹ سے پنجاب کی اوسطاً سالانہ اقتصادی ترقی کی شرح میں بھی اضافہ متوقع ہے۔ پیوٹ سے پنجاب کو مینوفیکچرنگ، بین الاقوامی معیار کے پروڈکٹس اور ایکسپورٹ پر مبنی ترقی کی طرف گامزن کیا جائیگا۔ وزیراعلیٰ مریم نواز شریف نے کہا کہ پیوٹ پلان کے سٹیپ فنانسنگ پروگرام کے تحت صنعتی ترقی اور برآمدات کو فروغ دیا جائے گا۔ صنعتی منصوبوں کیلئے زیرو سے پانچ فیصد کی شرح پر 300 ارب روپے کے رعایتی قرضے دیئے جائیں گے۔ سرگودھا، خانیوال، اوکاڑہ اور بھکر میں چار ایگرو پروسیسنگ پارکس بنائے جائیں گے۔ زرعی پارکس کے قیام سے کسانوں کیلئے مارکیٹ تک رسائی بہتر ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ پیوٹ میں ملبوسات، کھلیوں کا سامان، چمڑا اور جوتے، ادویات، پنکھے اور [illegible] تھام اور کسانوں کے لیے مالی معاونت کی جائیگی۔ پیوٹ کے ذریعے ایکوافارمنگ منصوبے جھینگے کی پرورش، ماہی گیری کے انفراسٹرکچر اور برآمدی پیداوار میں اضافہ کیا جائیگا۔ وزیراعلیٰ مریم نواز شریف نے مزید کہا کہ پیوٹ سے تاریخی، مذہبی سیاحتی مقامات، تفریحی سہولیات اور سیاحتی سرکٹس کے شعبے میں سرمایہ کاری کو فروغ دیا جائیگا۔ حکومت پنجاب کاروباری کمیونٹی، مالیاتی اداروں اور ترقیاتی شراکت داروں کیساتھ کام کرنے کیلئے پرعزم ہے۔ مقصد زیادہ سرمایہ کاری، مضبوط برآمدات، مفید روزگار اور مستحکم اقتصادی ترقی میں تبدیل کیا جاسکے وزیراعلیٰ نے پنجاب میں زرعی انقلاب برپا کرنے کیلئے کاشتکاروں کی فلاح و بہبود کیلئے 10 بڑے اعلانات کر دیئے۔ پنجاب میں کاشتکاروں کیلئے پہلا "اپنا کسان بینک" قائم کرنے کا اعلان کیا ہے۔ پیوٹ کے ذریعے کاشتکاروں کیلئے ایک کروڑ تک لون پر زیرو [illegible] مریم نواز شریف نے کسان کارڈ کے ذریعے ڈی اے پی سپورٹ پروگرام، کسان کارڈ پر ڈی اے پی کی خریداری کیلئے فی ایکڑ لون میں 3500 روپے اضافے کا بھی اعلان کیا۔ پنجاب بھر میں 17 ارب روپے کے لون سے 50 لاکھ ایکڑ مالکان مستفید ہوں گے۔ وزیراعلیٰ مریم نواز شریف نے زیتون کی کاشت کو بڑھانے اور تیل کی پیداوار بڑھانے کیلئے پوٹھوہار ٹرانسفارمیشن پیکج کا اعلان کیا۔ وزیراعلیٰ مریم نواز شریف نے پنجاب بھر میں پانی چوری کیخلاف مہم جاری رکھنے اور نہروں کی بھل صفائی کیلئے اقدامات کی ہدایت کی دوسری جانب پاکستان نے مالیاتی نظم وضبط، اخراجات میں احتیاط اور معاشی استحکام کے اقدامات کے نتیجے میں مالیاتی شعبے میں تاریخی بہتری حاصل کی ہے، مسلسل تیسرے سال مالی سال کی پہلی سہ ماہی میں مالیاتی سرپلس ریکارڈ کیا گیا ہے جس سے گزشتہ 23 سال کے دوران پہلی سہ ماہی میں مسلسل مالیاتی خسارے کے رجحان کے خاتمے کی عکاسی ہورہی ہے۔ وزیرخزانہ [illegible] پیداوار کا 0.9 فیصد ہے جبکہ پرائمری مالیاتی سرپلس 2.974 ٹریلین روپے تک پہنچ گیا جو جی ڈی پی کا 2.1 فیصد ہے۔ مالی سال 202425ء کی پہلی سہ ماہی میں مالیاتی سرپلس 1.896 ٹریلین روپے، مالی سال 202526ء میں 2.119 ٹریلین روپے جبکہ جاری مالی سال کی پہلی سہ ماہی میں 1.274 ٹریلین روپے ریکارڈ کیا گیا۔ مشیر وزیرخزانہ نے مزید کہا کہ گزشتہ تین سال کے دوران پہلی سہ ماہی میں پرائمری مالیاتی سرپلس بھی گزشتہ 26 سال کی بلند ترین سطح پر رہے اور ہر سال یہ حجم 2.9 ٹریلین روپے سے تجاوز کرتا رہا جو مالیاتی نظم وضبط میں تسلسل اور حکومتی اخراجات کو موثر انداز میں منظم کرنے کی عکاسی کرتا ہے۔ انہوں نے مالی سال 202526ء کی مالیاتی کامیابیوں کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ گزشتہ مالی سال کے دوران مالیاتی خسارہ جی ڈی پی کے 2.6 فیصد تک محدود رہا جو 22 سال کی کم ترین سطح ہے، جبکہ پرائمری مالیاتی سرپلس جی ڈی پی کے 2.9 فیصد تک پہنچ گیا جو کم از کم مالی [illegible]

بقیہ اُستمان 01

ہو چکے ہوں، تاہم نواں کلی اسپورٹس کمپلیکس کی تاخیر اور اس سے جڑے مسائل کے باعث انہوں نے خود اس منصوبے کی سنگ بنیاد کی تقریب میں شرکت کا فیصلہ کیا تا کہ اس کی تعمیر میں حائل رکاوٹیں دور کر کے عملی کام کا فوری آغاز یقینی بنایا جاسکے۔ وزیر اعلیٰ نے کہا کہ منصوبہ گزشتہ چھ سے سات ماہ سے زمین کے مسائل اور دیگر انتظامی و بیوروکریٹک رکاوٹوں کے باعث تاخیر کا شکار رہا۔ عوامی فلاح کے منصوبوں میں غیر ضروری سرخ فیتے اور انتظامی پیچیدگیوں کی کوئی گنجائش نہیں۔ انہوں نے کمشنر کوئٹہ کو منصوبے کی ٹاسک فورس کا سربراہ مقرر کرتے ہوئے ہدایت کی کہ اسپورٹس کمپلیکس کی تعمیر کا کام آج ہی شروع کیا جائے اور تمام متعلقہ ادارے اس کی بروقت تکمیل کے لیے اپنی ذمہ داریاں پوری کریں۔ میر سرفراز بگٹی نے سیکریٹری کھیل اور سیکریٹری مواصلات و تعمیرات کو ہدایت کی کہ منصوبے کی مالیاتی تخصیص میں اضافہ کیا جائے، حکومت مطلوبہ فنڈز فراہم کرے گی تاہم ایک سال بعد اسی تاریخ کو اس منصوبے کی تکمیل یقینی بنائی جائے۔

بقیہ اُستمان 02

استحکام سے پائیدار معاشی ترقی کی جانب اپنا سفر جاری رکھے ہوئے ہے۔ وزیراعظم نے کہا کہ الحمدللہ! پاکستان کو بین الاقوامی سطح پر اور سفارتی محاذ پر بھی اللہ تعالیٰ نے متعدد اہم کامیابیوں سے نوازا ہے۔ وزیراعظم نے کہا کہ وفاقی حکومت نے ہمیشہ تعمیر و ترقی کی سیاست کو فروغ دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس موقع پر میں، وفاقی کابینہ کے تمام وزرا کو یہ ہدایات کرتا ہوں کہ ایک دوسرے کیخلاف سیاسی بیان بازی سے گریز کیا جائے۔ وزیر اعظم نے کہا کہ وفاقی کابینہ کے اراکین کے درمیان معاملات افہام و تفہیم اور اتفاق سے آگے بڑھنے چاہییں۔

بقیہ اُستمان 03

وقت ہوگا تو پارلیمنٹ میں آجائے گی۔ منگل کو یہاں میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے وفاقی وزیر اطلاعات نے کہا کہ نئے صوبوں کے قیام کے معاملے پر عوامی رائے لینے میں کوئی حرج نہیں، عوامی رائے صوبوں کے قیام کے حق میں آئے تو صوبے بنائیں بصورت دیگر یہ اقدام نہ کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ نئے صوبوں کے قیام سے متعلق عوامی رائے جاننے کے لئے ملک بھر میں بحث جاری ہے۔

بقیہ اُستمان 04

شک و شبے سے بالاتر ہیں، ہم پاکستان اور اس ریاست کا مقدمہ لڑ رہے ہیں، ہر پاکستانی شہری کو اپنا فرض ادا کرنا چاہیے، انشاء اللہ سازشیں بے نقاب ہوں گی۔ لاہور ہائیکورٹ بار سے ویڈیو لنک کے ذریعے خطاب کرتے ہوئے مولانا فضل الرحمٰن نے کہا کہ میں اس وقت ریاستی حصار میں ہوں، پورا لاہور شہر ریاستی رکاوٹوں سے بھرا ہوا ہے، تمام راستے بند ہیں، ناکے لگے ہوئے ہیں، ایک مہذب شہری کو دانشوروں کی محفل میں جانے سے روکا جارہا ہے۔

بقیہ اُستمان 05

حکومت کی ذمہ داری ہے۔ ادارہ برائے پائیدار ترقیاتی پالیسی (ایس ڈی پی آئی) کے زیر اہتمام بین الاقوامی سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ڈیپ فیک کے ذریعے عوام کو گمراہ کیا جارہا ہے، سوشل میڈیا پر غلط معلومات پھیلانا خطرناک ہے، اس سے معاشرے میں انتشار جنم لیتا ہے۔ ڈیجیٹل میڈیا پر ذمہ داری کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔ وزیر داخلہ نے کہا کہ محدود وسائل کے باوجود سوشل میڈیا پر ڈیجیٹل جرائم کے خاتمے کے لیے کام کر رہے ہیں، سوشل میڈیا پروٹیکشن اینڈ ریگولیٹری اتھارٹی کا قیام عمل میں آچکا ہے

بقیہ اُستمان 06

تنظیم ٹی ٹی پی کمانڈر رتاج محمد عرف شینے کی موجودگی پر علاقے میں آپریشن کیا گیا، جہاں دہشت گردوں نے اہلکاروں کو دیکھتے ہی فائرنگ شروع کردی۔ سی ٹی ڈی اہلکاروں کی جوابی کارروائی کے دوران دونوں جانب سے فائرنگ کا تبادلہ تقریباً 20 سے 25 منٹ تک جاری رہا۔ خیبر پختونخوا کے ضلع بنوں میں قیام امن کے لیے پولیس، محکمہ انسداد دہشتگردی اور سکیورٹی فورسز نے مشترکہ کارروائی کرتے ہوئے کالعدم تنظیم کے مقامی کمانڈر زرگل عرف انگل گروپ کے تین بدنام زمانہ دہشتگردوں کو ہلاک کر دیا، جبکہ کارروائی کے دوران متعدد مشتبہ افراد اور مبینہ سہولتکاروں کو بھی حراست میں لے لیا گیا۔ ہلاک ہونے والوں میں گروپ کے سربراہ زرگل عرف انگل کا بھتیجا بھی شامل ہے۔

بقیہ اُستمان 07

ہے۔ اپنی پوسٹ میں وزیر دفاع نے مزید کہا کہ رانا ثنا اللہ وقت کے فرعونوں سے ٹکرائے اور مشرف و عمران نے ان پر ظلم کے پہاڑ توڑے لیکن وہ انہیں توڑ نہ سکے، رانا ثنا اللہ کی سیاسی بصیرت اور وفا ہماری پارٹی مسلم لیگ ن کا قیمتی اثاثہ ہے۔ انہوں نے اپنے پیغام کے اختتام پر رانا ثنا اللہ کے لیے نیک تمناؤں کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ رانا جی ہسدے رہو تے وسدے رہو آمین۔ خیال رہے کہ وفاقی وزیر داخلہ محسن نقوی کا بغیر کسی کا نام لیے یہ کہنا تھا کہ ایک وزیر آج کل روز ٹی وی پر آنے کے لیے مجھ پر تبصرے کر رہا ہے لیکن جس دن میں نے اس وزیر کے خلاف تبصرہ کر دیا تو وہ منہ چھپانے کے قابل نہیں رہے گا

بقیہ اُستمان 08

ذرائع کی جانب سے سامنے آنے والے ایک اور موقف میں اس واقعے کی بالکل مختلف وجہ بیان کی گئی ہے۔ ذرائع کا دعویٰ ہے کہ مولانا فضل الرحمان لاہور ہائیکورٹ بار کے کسی پروگرام یا خطاب کے سلسلے میں نہیں آئے تھے بلکہ انہیں بار کی جانب سے مدعو ہی نہیں کیا گیا تھا۔ دعوے کے مطابق اصل معاملہ پارک ویو لاہور میں مبینہ طور پر ان کی متعدد پراپرٹیز کے معائنے کا تھا جہاں وہ اپنے مبینہ فرنٹ مین امان اللہ کے ہمراہ گئے تھے۔ ذرائع کے مطابق وہاں جائیداد کے معاملے پر مولانا فضل الرحمان اور امان اللہ کا دیگر مالکان کے ساتھ شدید تنازعہ کھڑا ہو گیا اور تلخ کلامی اس حد تک بڑھ گئی کہ مبینہ طور پر اسلحہ بھی نکال لیا گیا

بقیہ اُستمان 09

توفیق الدین صدیقی، ممبر سندھ اسمبلی محمد فاروق اور سیکرٹری اطلاعات کراچی زاہد عسکری بھی اس موقع پر موجود تھے۔ حافظ نعیم الرحمن نے کہا کہ غزہ میں بدترین انسانی المیہ جنم لے رہا ہے، شدید سردی ہے، خیمے پھٹ گئے ہیں، اسرائیل دہشت گرد ریاست جسے امریکہ کی مکمل پشت پناہی حاصل ہے۔ اسرائیل نے امن معاہدہ کی بھی خلاف ورزی کی، عالمی طاقتیں غزہ کے لوگوں کو انصاف دلانے میں ناکام ہوگئی ہیں۔ اسلامی ممالک اور بالخصوص پاکستان فلسطین اور بیت المقدس کی آزادی کے لیے عملی اقدامات اٹھائیں۔ مقبوضہ کشمیر کی صورتحال پر خاموشی قابل قبول نہیں، بھارتی مظالم رکوائے جائیں اور کشمیریوں کو حق خود ارادیت ملنا چاہیے۔ آزاد کشمیر کے عوام سے بات چیت کے ذریعے مسائل کا حل نکالا جائے۔ امیر جماعت اسلامی نے کہا کہ سندھ کو گزشتہ اٹھارہ برس میں وفاقی گرانٹس، این ایف سی اور رائلٹی کی مد میں چالیس ہزار ارب ملے، جب کہ عالمی مالیاتی اداروں کی جانب سے سولہ سو ارب دیے گئے، پیپلز پارٹی جواب دے اتنی خطیر رقم کہاں خرچ ہوئی؟ صوبہ میں کرپشن اور لوٹ مار کا بدترین دور چل رہا ہے، سیلاب کے بعد اعلان کیا گیا کہ اکیس لاکھ گھر تعمیر کیے جائیں گے، صوبائی حکومت دس لاکھ گھر تعمیر کرنے کے دعوے بھی کرتی ہے، ہم سوال کرتے ہیں کہ یہ گھر کہاں تعمیر کیے گئے

بقیہ اُستمان 10

کے خلائی خواب حقیقت بننے لگے، آج اپنی آنکھوں سے تاریخ رقم ہوتے دیکھ رہے ہیں، پاکستان کی تاریخی خلائی اُڑان نوجوانوں کے لیے امید کا نیا پیغام، علم، جدت اور محنت سے کوئی منزل ناممکن نہیں، محمد ذیشان علی اور خرم داؤد نے خلائی تربیت کے مشکل ترین مراحل کامیابی سے عبور کر کے پاکستان کا سر فخر سے بلند کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ آسمان اب ہماری حد نہیں، پاکستان کے لیے نئی بلندیوں کی جانب پرواز کا نقطہ آغاز ہے، پاک چین فولادی دوستی کی نئی تاریخ رقم ہونے کو تیار، ہمالیہ سے بلند دوستی اب خلاؤں کی وسعتوں کو چھوئے گی

بقیہ اُستمان 11

جوائنٹ ایکشن کمیٹی سے متعلق 2 پریس کانفرنسز کر چکے ہیں، 3 افراد کو گرفتار کیا گیا ہے جو اسلحہ کشمیر لے جانا چاہتے تھے، شہزاد نامی شخص خوارج سے تعلق رکھتا ہے اور افغانستان کا رہائشی ہے طلال چوہدری کے مطابق کمیٹی کے 37 مطالبات منظور کیے جا چکے ہیں، اس کے باوجود اسے مسلح تحریک میں تبدیل کیا جا رہا ہے، افغانستان میں موجود پراکسیز کے ذریعے کشمیر میں فساد پھیلایا جا رہا ہے جبکہ بھارت بھی اپنی پراکسیز کے ذریعے انتشار پھیلا رہا ہے وزیر مملکت نے کہا ہے کہ کور کمیٹی کے رکن اسلم امتیاز کی افغانستان سے اسلحے کی ترسیل سے متعلق آڈیو بھی سامنے آگئی ہے، آزاد کشمیر میں خودکار بندوقیں، اسنائپرز اور جدید اسلحہ استعمال کیا جا رہا ہے

بقیہ اُستمان 12

دہلی کو مسترد کرتی ہے۔ ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ نے کہا کہ افسوسناک امر یہ ہے کہ عوام کے احساسات اور مشکلات کو نظر انداز کیا جا رہا ہے، دونوں جانب سے جاری صورتحال میں عام شہری شدید مشکلات، خوف اور عدم تحفظ کا شکار ہیں۔ کسی بھی اقدام میں شہری آبادیوں کے تحفظ، انسانی جانوں اور بنیادی حقوق کو اولین ترجیح دی جانی چاہیے۔ دریں اثناء نیشنل پارٹی کے سربراہ ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ سے تحصیل کردگاپ کے متاثرہ علاقوں کے معتبرین اور معززین پر مشتمل وفد نے ملاقات کی۔

بقیہ اُستمان 13

عوامی خدمت اور لوگوں کے مسائل کا بروقت حل ان کی اولین ترجیحات میں شامل ہے اور زیارت، ہرنائی اور سنجاوی کے عوام کو درپیش مشکلات کے ازالے کے لیے ہر ممکن کوشش کی جائے گی صوبائی وزیر حاجی نور محمد دمڑ نے اس عزم کا اظہار کیا کہ عوام کو درپیش مسائل کے حل کے لیے تمام دستیاب وسائل بروئے کار لائے جائیں گے اور متعلقہ محکموں کے ذریعے مسائل کے حل کو یقینی بنانے کے لیے مؤثر اقدامات کیے جائیں گے اور اپنی تمام تر توانائیاں صرف کریں گے اس موقع پر فوکل پرسن ہرنائی حاجی باز محمد دمڑ، پرسنل سیکرٹری موسیٰ کاکڑ اور اسٹاف آفیسر کمال اختر بھی موجود تھے۔

بقیہ اُستمان 14

فارمز کے موضوع پر منعقدہ سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ اعظم نذیر تارڑ نے کہا کہ سوشل میڈیا کا موضوع ان کے دل کے قریب ہے، تاہم موجودہ دور میں یہ کہنا انتہائی مشکل ہو گیا ہے کہ محض قوانین، ریگولیشنز اور پالیسیوں کے ذریعے سوشل میڈیا کے چیلنجز سے نمٹا جا سکتا ہے۔ ان مسائل سے نمٹنے کے لیے انتہائی محتاط اور نپے تلے انداز میں اقدامات کرنا ہوں گے۔ وفاقی وزیر قانون نے کہا کہ اب صرف چند سیکنڈز میں لاشعوری طور پر غلط خبر یا جان بوجھ کر جھوٹی معلومات پھیلائی جا سکتی ہیں۔ صحافتی دنیا میں بریکنگ نیوز کی دوڑ بھی بعض اوقات غیر مصدقہ اطلاعات کے پھیلاؤ کا سبب بنتی ہے۔

بقیہ اُستمان 15

پانی گرم کرنا بھی مشکل ہو گیا ہے۔ گیس کی غیر اعلانیہ بندش کے باعث خواتین، بچوں، بزرگوں اور طلبہ کو خصوصی مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ شہریوں کا کہنا ہے کہ سردی کی شدت میں مزید اضافے کے پیش نظر گیس کی فراہمی کا مؤثر نظام بنایا جائے اور غیر اعلانیہ لوڈشیڈنگ کا خاتمہ کرتے ہوئے پریشر میں بہتری لائی جائے۔ عوامی حلقوں نے سوئی سدرن گیس کمپنی اور متعلقہ حکام سے مطالبہ کیا ہے کہ موسم سرما میں بلوچستان کے سرد علاقوں کو ترجیحی بنیادوں پر گیس فراہم کی جائے تا کہ شہریوں کو شدید سردی میں مشکلات سے بچایا جا سکے۔

بقیہ اُستمان 16

مبارکباد دیتے ہوئے کہا ہے کہ قوم کی ثابت قدمی اور غیر متزلزل حمایت ہماری سب سے بڑی طاقت ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ پاکستان کو ترقی اور خوشحالی عطا فرمائے، پاکستان کی رہنمائی فرمائے اور ملک و قوم کی خدمت کیلئے ہماری مشترکہ کوششوں میں برکت عطا فرمائے۔ وزیر اعظم شہباز شریف نے کہا کہ فیلڈ مارشل سید عاصم منیر کا ہال آف فیم میں شامل ہونا پاکستان اور ملائیشیا کی دیرینہ دوستی کا عکاس ہے۔

بقیہ اُستمان 17

ایسوسی ایشن کی تقریب سے خطاب کر رہے تھے۔ تقریب میں آل پارٹیز کانفرنس میں محمود خان اچکزئی، چیئرمین پی ٹی آئی بیرسٹر گوہر، اسد قیصر، سلمان اکرم راجا اور راجا ناصر عباس نے شرکت کی، معروف صحافی حامد میر، سینئر بیرسٹر علی ظفر بھی اے پی سی میں شریک ہوئے۔ اے پی سی سے سلمان اکرم راجہ نے گفتگو میں کہا کہ عمران خان نے آخری میٹنگ میں کہا کہ اچکزئی اور علامہ ناصر عباس آپ کے لیڈر ہیں، یہ جھکنے نہیں، حامد خان صاحب ہمیشہ اپنے وکلا کے ساتھ رہے آپ کو سلام پیش کرتے ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ آج اس تقریب کے موقع پر جو بربریت نظر آئی ہے مولانا فضل الرحمان کو نظر بند کر کے وکلا کو للکارا ہے، وہ ہائیکورٹ کے مہمان تھے

بقیہ اُستمان 18

گیا۔ پولیس کے مطابق پل کو دھماکا خیز مواد سے اڑا دیا گیا جس کے سبب کوئٹہ کراچی قومی شاہراہ ٹریفک کیلئے مکمل بند ہوگئی۔ حکام کی جانب سے مسافروں کو متبادل راستہ اختیار کرنے کی ہدایت کی جارہی ہے۔

بقیہ اُستمان 19

چار روزہ تربیتی ورکشاپ کا آغاز سیکرٹری بلوچستان اسمبلی طاہر شاہ کاکڑ نے چار روزہ تربیتی ورکشاپ کا افتتاح کر دیا۔ بلوچستان صوبائی اسمبلی سیکرٹریٹ کے افسران کی پیشہ ورانہ استعداد کار میں اضافے، جدید ٹیکنالوجی سے ہم آہنگی اور پارلیمانی امور کی انجام دہی میں جدت لانے کے لیے پاکستان انسٹی ٹیوٹ فار پارلیمنٹری سروسز (PIPS) کے زیر اہتمام چار روزہ تربیتی ورکشاپ کا آغاز اسمبلی کے کمیٹی روم ہوگیا۔ ورکشاپ کا افتتاح سیکرٹری بلوچستان اسمبلی طاہر شاہ کاکڑ نے کیا۔ افتتاحی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے سیکرٹری اسمبلی طاہر شاہ کاکڑ نے کہا کہ اس تربیتی پروگرام میں گریڈ 17 اور 18 کے ایسے افسران کو شامل کیا گیا ہے جو اپنی ملازمت کے MID دور میں ہیں اور مستقبل میں اسمبلی سیکرٹریٹ کی انتظامی و پارلیمانی ذمہ داریوں کو مزید مؤثر انداز میں انجام دینے میں اہم کردار ادا کریں گے۔ا

بقیہ اُستمان 20

اجلاس 11 دسمبر کو طلب کر لیا گیا، پاکستان کے لئے 1.2 ارب ڈالر کی اگلی قسط کی منظوری دی جائے گی۔ پاکستان اور آئی ایم ایف مشن کے درمیان اسٹاف لیول معاہدہ اکتوبر میں ہوا تھا، پاکستان نے آئی ایم ایف مشن کے ساتھ اسٹینڈ بائی معاہدہ کامیابی سے کر لیا تھا۔ آئی ایم ایف سے موجودہ ای ایف ایف پروگرام کی 5 ویں قسط کیلئے چوتھا جائزہ اجلاس اکتوبر میں ہوا تھا، پاکستان کو موجودہ قرض پروگرام ای ایف ایف کی 5 ویں قسط 1 ارب ڈالر مل سکے گی۔ موسمیاتی تبدیلیوں کے لیے آر ایس ایف پروگرام کے تحت تیسرے جائزے کے لیے بھی مذاکرات ہوئے، پاکستان کو موسمیاتی تبدیلیوں کے پروگرام آر ایس ایف کی چوتھی قسط 21 کروڑ ڈالر مل سکے گی۔

بقیہ اُستمان 21

موقع پر پاکستان اور دنیا بھر کی سکھ برادری کو دلی مبارکباد پیش کی ہے۔ ایوان صدر سے جاری بیان کے مطابق اپنے پیغام میں صدر مملکت نے کہا کہ بابا گرونانک دیو جی نے امن، مساوات، ہمدردی اور تمام انسانوں کے احترام کا درس دیا، دیانتداری سے محنت، ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر رہنے اور انسانیت کی خدمت کا ان کا پیغام لوگوں کیلئے مسلسل باعث تحریک ہے۔ انہوں نے کہا کہ سندھ کے فرزند ہونے کے ناطے انہیں اس بات پر بالخصوص فخر ہے کہ بابا گرونانک دیو جی کی تعلیمات سندھ کی روحانی اور ثقافتی زندگی میں دائمی مقام رکھتی ہیں، اور نانک پنتھی روایت کے ذریعے سندھیوں کی نسلوں نے ان کی تعلیمات کی پیروی کی ہے۔ صدر مملکت نے کہا کہ کراچی، حیدرآباد، سکھر اور شکارپور سمیت سندھ میں واقع گوردوارے اور گرونانک دربار اس زندہ ثقافتی ورثے کی گواہی دیتے ہیں، پاکستان سکھ مذہب سے وابستہ مقدس ترین مقامات کا گھر ہے جن میں ننکانہ صاحب میں گوردوارہ جنم استھان اور نارووال میں گوردوارہ دربار صاحب کرتارپور شامل ہیں۔

بقیہ اُستمان 22

چوک سے گیلانی ہاؤس جائیں گے جہاں وہ چیئرمین سینیٹ یوسف رضا گیلانی کے چچازاد بھائی کے انتقال پر تعزیت کریں گے۔ بلاول بھٹو زرداری گیلانی ہاؤس سے بہاالدین زکریا یونیورسٹی چوک پر استقبالیہ میں شرکت کریں گے، جس کے بعد بلاول ہاؤس روانہ ہوں گے جہاں وہ قیام کریں گے۔ دورہ ملتان کے دوران بلاول بھٹو زرداری کارکنوں، تاجروں اور پارٹی عہدیداروں سے ملاقاتیں کریں گے جبکہ میٹ دی پریس پروگرام میں بھی شرکت کریں گے۔ چیئرمین پیپلز پارٹی ڈیرہ غازی خان اور بہاولپور کا دورہ بھی کریں گے۔

بقیہ اُستمان 23

۔ اس موقع پر سیاسی و قبائلی شخصیات میر حفیظ اللہ جتک، میر سعد اللہ خان جتک اور حاجی محمد یوسف ہنگرزئی سمیت دیگر معززین بھی موجود تھے۔ تقریب کے دوران شرکا نے صوبائی وزیر زراعت حاجی علی مدد جتک کو نئی ذمہ داریاں سنبھالنے پر دلی مبارکباد پیش کی اور ان کے لیے نیک خواہشات کا اظہار کیا۔

بقیہ اُستمان 24

ریاستی حصار میں ہیں اور لاہور کے تمام راستے بند ہونے کے باعث لاہور ہائی کورٹ بار کے وکلا سے براہ راست خطاب نہیں کر سکے۔ وہ لاہور بار ایسوسی ایشن کی جانب سے منعقدہ آل پارٹیز سیمینار میں شرکت کے لیے گزشتہ شب لاہور پہنچے تھے۔ تاہم ان کی پارٹی نے دعویٰ کیا کہ پنجاب پولیس نے ان کی قیام گاہ کے باہر اہلکار تعینات کر کے انہیں باہر آنے سے روک دیا۔ پارٹی نے اس مبینہ محاصرے کے خلاف لاہور ہائی کورٹ سے بھی رجوع کیا ہے۔ اس بارے میں ڈپٹی کمشنر لاہور کا کہنا ہے کہ مولانا فضل الرحمان سے کسی قسم کا کوئی رابطہ ہوا نہ ہی انہیں کسی تھریٹ الرٹ کے بارے میں آگاہ کیا۔ مبینہ محاصرے کے بارے میں ان کا کہنا تھا کہ مولانا فضل الرحمان کی نظر بندی کے بھی کوئی احکامات جاری نہیں ہوئے۔

بقیہ اُستمان 25

سسٹمز لمیٹڈ کے تحت بینک آف دی فیوچر فورم سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ بینکنگ سیکٹر میں مصنوعی ذہانت کا استعمال وقت کی اہم ضرورت ہے، اے آئی ٹیکنالوجی سے بینکاری نظام میں جدت اور تیزی لائی جا سکتی ہے، بینکوں کو مصنوعی ذہانت کا استعمال ذمہ داری اور احتیاط سے کرنا ہوگا۔ ان کا کہنا تھا کہ قرضوں کی منظوری، فراڈ کی روک تھام اور نگرانی میں اے آئی اہم کردار ادا کر سکتی ہے خودکار فیصلوں میں شفافیت، جوابدہی اور صارفین کے حقوق کا تحفظ ضروری ہے

بقیہ اُستمان 26

پارلیمانی فرینڈ شپ گروپ کی کنوینر ڈاکٹر شازیہ ثوبیہ اسلم سومرو بھی موجود تھیں۔ اس موقع پر سردار ایاز صادق نے کہا کہ بنگلا دیشی اسپیکر کا دورِ پاکستان دونوں ممالک کے پارلیمانی تعلقات میں تاریخی سنگ میل ہے، بنگلا دیش کے کسی اسپیکر کا پاکستان کا یہ پہلا دورہ ہے۔

بقیہ اُستمان 27

پیداوار، سرمایہ کاری اور برآمدات میں اضافے کیلئے سفارشات کو حتمی شکل دی جارہی ہے۔ انہوں نے یہ بات آبی جھینگا (ایکوا شرمپ) کیلئے کراپ کلسٹر ویلیو چین سے متعلق ذیلی کمیٹی کے اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے کہی۔ کمیٹی کا مقصد وفاقی و صوبائی حکومتوں، صنعت اور دیگر متعلقہ فریقین کی مشترکہ کوششوں کے ذریعے جھینگا فارمنگ کو فروغ دینا ہے۔ وفاقی وزیر نے کہا کہ وزیر اعظم نے پاکستان میں جھینگا فارمنگ کے فروغ کیلئے کراپ کلسٹر ویلیو چین سے متعلق کمیٹی قائم کی تھی، جو اس شعبے کی پوری ویلیو چین میں درپیش مسائل کے حل اور دستیاب مواقع سے استفادے کیلئے جامع حکمت عملی پر کام کر رہی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ذیلی کمیٹی نے شعبے کی ترقی کیلئے 14 ترجیحی شعبوں کی نشاندہی کرتے ہوئے دو اجلاس منعقد کیے، جس کے بعد ان ترجیحی شعبوں کا جائزہ لینے اور قابل عمل سفارشات مرتب کرنے کیلئے سات ورکنگ گروپس تشکیل دیے گئے۔ جنید انوار چوہدری نے کہا کہ تمام سات ورکنگ گروپس اپنے اجلاس مکمل کر چکے ہیں۔

بقیہ اُستمان 28

شزا فاطمہ نے کہا کہ جدید ٹیکنالوجی کے ساتھ سائبر سکیورٹی کے چیلنجز بھی بڑھ رہے ہیں، ڈیجیٹل دنیا میں ڈیٹا کا تحفظ اور سائبر سکیورٹی ملکی سلامتی کے اہم تقاضے بن چکے ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ پاکستان میں محفوظ ڈیجیٹل ماحول کے قیام اور سائبر سکیورٹی کو مزید مضبوط بنانے کیلئے اقدامات کیے جا رہے ہیں، ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کے محفوظ استعمال کیلئے عوامی آگاہی ضروری ہے۔ وفاقی وزیر آئی ٹی نے مزید کہا کہ معرکہ حق میں صرف روایتی جنگ نہیں لڑی گئی بلکہ جدید ٹیکنالوجی نے بھی اہم کردار ادا کیا۔

بقیہ اُستمان 29

کا کہنا تھا کہ مولانا فضل الرحمان نے بھی یہاں آنا تھا، مولانا فضل الرحمان اور مولانا عبدالغفور حیدری کو گھر سے نکلنے کی اجازت نہیں دی گئی، پولیس نے مولانا فضل الرحمان کے گھر کا گھیرا کر لیا، ہم اکٹھے لاہور آئے تھے لیکن مجھے وکیل ہونے کا فائدہ مل گیا۔ کامران مرتضیٰ نے کہا کہ مولانا فضل الرحمان نے ویڈیو بیان ریکارڈ کروایا ہے، ہم نے مولانا فضل الرحمان کی ہاؤس اریسٹ کے خلاف درخواست دائر کر دی ہے۔

بقیہ اُستمان 30

قیمتوں میں سالانہ بنیادوں پر مہنگائی کی شرح 120.9 فیصد تک پہنچ گئی، جو ایرانی گھرانوں کے بجٹ پر مزید دباؤ بڑھنے کا اشارہ ہے۔ اشیائے خورونوش کی قیمتوں میں مسلسل اضافے سے ایرانی عوام کی قوت خرید مزید متاثر ہو رہی ہے، اس صورتحال کا سب سے زیادہ بوجھ کم آمدنی والے خاندانوں کو برداشت کرنا پڑ رہا ہے۔

بقیہ اُستمان 31

تقریب سے خطاب کرتے ہوئے وزیر صحت بلوچستان بخت محمد کاکڑ نے کہا کہ تھیلیسیمیا کے مریض بچوں کو بہترین طبی سہولیات فراہم کرنا حکومت کی اولین ترجیحات میں شامل ہے۔ بلوچستان میں تھیلیسیمیا کے مریضوں کے لئے اسٹیٹ آف دی آرٹ سینٹرز قائم کیے جا رہے ہیں، جہاں بچوں کو جدید طبی سہولیات، معیاری علاج اور بہتر نگہداشت فراہم کی جا رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت بلوچستان صحت کے شعبے میں انقلابی اقدامات کر رہی ہے۔ جدید ہسپتالوں، طبی مراکز اور علاج کی سہولیات کو بہتر بنانے کا مقصد صوبے کے ہر شہری کو معیاری صحت کی سہولیات اس کی دہلیز پر فراہم کرنا ہے۔

بقیہ اُستمان 32

کہ معرکہ حق کے دوران فیلڈ مارشل کی فیصلہ کن قیادت قابل تحسین ہے، فیلڈ مارشل عاصم منیر نے قومی دفاع اور عالمی سطح پر پاکستان کا وقار بلند کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ شہباز شریف کا کہنا تھا کہ یہ اعزاز مسلح افواج کے بہادر جوانوں اور پاکستانی عوام کی قربانیوں کا بھی اعتراف ہے، مسلح افواج کی جرأت اور عوام کی غیر متزلزل حمایت پاکستان کی سب سے بڑی طاقت ہے، اللہ تعالیٰ پاکستان کو ترقی اور خوشحالی کی راہ پر گامزن رکھے۔

بقیہ اُستمان 33

عسکری تحفظ کسی جہاز کو ایرانی بحری قوانین سے استثنیٰ نہیں دیتا۔ ایران کا مزید کہنا ہے کہ غیر مجاز سمندری راستوں سے گزرنے والوں کو سخت کارروائی کا سامنا ہوگا، ایرانی وارننگ نظر انداز کرنے والوں کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی۔

بقیہ اُستمان 34

کیا گیا، بانی پی ٹی آئی کی ہدایت ملنے پر کور کمیٹی ارکان نے اپنی رائے کا اظہار کیا۔ بیان کے مطابق نئے صوبوں کے قیام پر پارلیمانی پارٹی کے اجلاس میں تفصیلی مشاورت کی جائے گی، پارلیمانی پارٹی کی مرتب کردہ سفارشات فیصلے کیلئے بانی پی ٹی آئی کو پیش کی جائیں گی۔ کور کمیٹی کو آگاہ کیا گیا کہ عمران خان نے دونوں اپوزیشن لیڈرز پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا ہے

بقیہ اُستمان 35

سروں پر 5 لاکھ روپے سے لے کر 25 کروڑ روپے تک انعام مقرر کیا گیا ہے۔ مطلوب افراد میں بشیر زیب اور رحمان گل سمیت متعدد دہشتگرد شامل ہیں، جن کے بارے میں معلومات فراہم کرنے پر حکومت بلوچستان کی جانب سے مقررہ انعامات ادا کیے جائیں گے۔ اشتہار کے مطابق رحمان گل کے بارے میں اطلاع دینے پر 25 کروڑ روپے جبکہ بشیر زیب کے بارے میں مستند معلومات فراہم کرنے پر بھی 25 کروڑ روپے انعام مقرر کیا گیا ہے۔ اسی طرح دیگر مطلوب افراد کے لیے بھی ان کی حیثیت کے مطابق بھاری انعامات رکھے گئے ہیں۔

بقیہ اُستمان 36

کے لیے تیاریاں مکمل کر لی گئی ہیں، یہ مشن پاکستان کے خلائی پروگرام میں ایک اہم پیش رفت قرار دیا جا رہا ہے، مشن میں پاکستانی خلاباز محمد ذیشان علی بطور سائنسی ماہر حصہ لیں گے۔ سپارکو کے مطابق یہ خلائی مشن پاکستان اور چین کی خلائی ایجنسیوں کے اشتراک سے انجام دیا جائے گا

بقیہ اُستمان 37

فوری عدالتی مداخلت کی استدعا کرتے ہوئے سپریم کورٹ کے 18 اگست 2026 کے حکم نامے پر من و عن اور مکمل عملدرآمد یقینی بنانے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

بقیہ اُستمان 38

کے مطابق ایک کارروائی کے دوران اجمل باکسر گروپ کے مطلوب کارندے کو حراست میں لیا گیا، جبکہ دوسری الگ کارروائی میں ہوائی فائرنگ کر کے شہریوں میں خوف و ہراس پھیلانے والے ملزم کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ پولیس کا کہنا ہے کہ گرفتار دونوں ملزمان کے خلاف مقدمات درج کر کے قانون کے مطابق مزید تفتیش اور کارروائی عمل میں لائی جا رہی ہے۔

بقیہ اُستمان 39

دیتے ہوئے کہا ہے کہ پی ٹی آئی صرف نعرے بازی نہیں، سیاسی ایجنڈا لے کر آئے۔ انہوں نے کہا کہ پی ٹی آئی کا صرف بانی پی ٹی آئی کی رہائی کا مطالبہ ہے، اب تو اس کے بس میں ہنگامہ آرائی بھی نہیں رہی، بلاول بھٹو نے تحریک انصاف کو قائمہ کمیٹیوں میں واپسی کی دعوت دے رکھی ہے، تاہم اس نے تاحال بلاول بھٹو کی دعوت کا جواب نہیں دیا۔ پیپلز پارٹی کے سیکرٹری جنرل نے کہا کہ مسلم لیگ ن اور پی ٹی آئی سے نئے صوبوں پر پالیسی وضاحت چاہتے ہیں، دونوں جماعتوں کی اعلیٰ قیادت صوبوں پر خاموش ہے۔

بقیہ اُستمان 40

چیت کرتے ہوئے کہی انہوں نے کہا کہ بلوچستان کے مختلف اضلاع اور دور دراز علاقوں میں سڑکوں کی تعمیر و مرمت، رابطہ سڑکوں کی بحالی اور جاری ترقیاتی منصوبوں کی بروقت تکمیل کے لیے اقدامات کیے جا رہے ہیں تا کہ عوام کو آمدورفت میں درپیش مشکلات سے نجات مل سکے میر سلیم کھوسہ نے کہا کہ بہتر سڑکوں سے نہ صرف عوام کو سفری سہولیات میسر آتی ہیں بلکہ تجارت، زراعت، کاروبار، تعلیم اور صحت کے شعبوں کو بھی فروغ ملتا ہے۔ حکومت کی کوشش ہے کہ ترقیاتی منصوبوں میں عوامی ضروریات اور مقامی آبادی کی تجاویز کو ترجیح دی جائے انہوں نے مزید کہا کہ ترقیاتی منصوبوں کے معیار پر کوئی سمجھوتہ نہیں کیا جائے گا، متعلقہ حکام کو منصوبوں کی نگرانی اور شفافیت یقینی بنانے کی ہدایت کی جائے گی۔ ہمارا مقصد بلوچستان کے تمام علاقوں میں یکساں ترقی اور عوام کو بہتر بنیادی سہولیات کی فراہمی ہے۔

بقیہ اُستمان 41

درپیش مسائل سے بخوبی آگاہ ہیں اور پینے کے صاف پانی، بجلی، گیس، تعلیم، صحت، سڑکوں اور روزگار کے مسائل کے حل کے لیے متعلقہ محکموں کے ساتھ رابطے میں ہیں۔ عوامی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے ترقیاتی منصوبوں کی نشاندہی اور ان پر عمل درآمد کے لیے کوششیں جاری ہیں۔ شیخ زرک خان مندوخیل نے کہا کہ ترقی کے ثمرات کسی مخصوص علاقے یا طبقے تک محدود نہیں رہنے چاہئیں بلکہ بلا رنگ و نسل تمام شہریوں کو یکساں سہولیات اور ترقی کے مواقع فراہم کرنا ضروری ہے۔ انہوں نے کہا کہ نوجوانوں کو روزگار اور تعلیم کے بہتر مواقع فراہم کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ عوامی نمائندگی ایک ذمہ داری ہے اور اس ذمہ داری کو عوام کی توقعات کے مطابق نبھانے کے لیے ہر ممکن کوشش جاری رکھیں گے۔

بقیہ اُستمان 42

مقدمے میں مطلوب تین مفرور ملزمان کو گرفتار کر لیا۔ تفصیلات کے مطابق ایس ڈی پی او سرکل سٹی غلام سرور مینگل نے سی آئی اے آفس نصیر آباد میں میڈیا کو کارروائی کی تفصیلات بتاتے ہوئے کہا کہ ایس ڈی پی او سرکل چھتر حبیب اللہ لاشاری کی نگرانی میں انچارج سی آئی اے نصیر آباد بہادر علی ڈوکی اور ایس ایچ او پولیس تھانہ سٹی نے ٹیم کے ہمراہ مشترکہ کارروائی کی۔ کارروائی کے دوران پولیس تھانہ شہید عبدالوہاب پیچوہا چھتر کے اقدام قتل کے مقدمے میں مطلوب تین مفرور ملزمان علی گوہر ولد سیوو عرف میوو، زمان خان ولد غلام حیدر اور موج علی عرف موج دین ولد شیرو خان عرف صاحبان، اقوام بگٹی، ساکنان چھتر کو گرفتار کر لیا گیا۔ ایس ڈی پی او غلام سرور مینگل کے مطابق گرفتار ملزمان کے خلاف مزید قانونی کارروائی اور تفتیش جاری ہے۔ نصیر آباد پولیس جرائم پیشہ عناصر کے خلاف مؤثر کارروائیوں اور علاقے میں امن و امان کے قیام کے لیے پرعزم ہے۔

بقیہ اُستمان 43

تھی۔ شہید کی نماز جنازہ میں مقامی ایف سی افسران، سندھ سے تعلق رکھنے والے حر فقرا اور علاقہ مکینوں کی بڑی تعداد نے شرکت کی، جس کے بعد انہیں پورے فوجی اعزاز کے ساتھ آبائی قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ تدفین کے موقع پر ایف سی کے چاق و چوبند دستے نے شہید کو گارڈ آف آنر اور سلامی پیش کی، جبکہ شہید کی قبر پر چیف آف آرمی اسٹاف فیلڈ مارشل، کور کمانڈر اور آئی جی ایف سی بلوچستان کی جانب سے پھولوں کے گلدستے چڑھائے گئے۔

بقیہ اُستمان 44

نے دیگر ساتھیوں کے ہمراہ مبینہ طور پر امریکی ویزا حاصل کرنے کے لیے جعلی پیدائش سرٹیفکیٹ اور فیملی رجسٹریشن سرٹیفکیٹ (FRC) تیار کیے تھے۔ ملزم چوہدری اسلم کے خلاف ایف آئی آر درج کر لی گئی جس کے متن کے مطابق ملزمان نے مبینہ طور پر ایک شہری کو امریکی ویزا دلوانے کے لیے 1 کروڑ 20 لاکھ روپے وصول کیے تھے، دوران تفتیش یہ بات بھی سامنے آئی کہ ویزا حاصل کرنے کے لیے جعلی دستاویزات اور مبینہ طور پر غلط شناخت استعمال کی گئی۔

بقیہ اُستمان 45

ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ کیسکو کمپنی علاقے میں بجلی کی بلاتعطل فراہمی میں مکمل طور پر ناکام ہو چکی ہے۔ مولانا محمد حیات تنجاری نے وفاقی وزارت پانی و بجلی سے پرزور مطالبہ کیا ہے کہ کیسکو حکام کی اس نااہلی کا فوری نوٹس لیا جائے اور قلات کے شہریوں کو طویل لوڈشیڈنگ کے عذاب سے نجات دلائی جائے۔

بقیہ اُستمان 46

لے لیا۔ گرفتار ملزم کی شناخت عنایت اللہ ولد دولت خان قوم زہری سکنہ گدر ضلع سوراب کے نام سے ہوئی ہے، جس کے قبضے سے سوزوکی 110 موٹر سائیکل (رجسٹریشن نمبر KQI-1021) برآمد کر لی گئی جو کراچی کے علاقے تھانہ سہراب گوٹھ کی حدود سے چھینی گئی تھی۔ پولیس نے واقعے کا مقدمہ تھانہ اوتھل میں درج کر کے ملزم سے مزید تفتیش شروع کر دی ہے۔

بقیہ اُستمان 47

رابعہ جویری آغا اور ان کے وفد سمیت ڈی جی ریفارمز سپریم کورٹ، ڈی جی وفاقی عدالتی اکیڈمی اور سیکرٹری لا اینڈ جسٹس کمیشن آف پاکستان نے شرکت کی۔ ملاقات میں فوجداری نظام انصاف میں اصلاحات، جیلوں میں گنجائش سے زائد قیدیوں اور انصاف تک رسائی میں حائل رکاوٹوں پر تبادلہ خیال کیا گیا۔ خواتین، بچوں اور منشیات پر انحصار کرنے والے افراد کے حقوق کے تحفظ پر بھی خصوصی توجہ دی گئی۔ سوئٹزرلینڈ کی سابق صدر نے قومی جیل اصلاحات ایکشن پلان میں خصوصی دلچسپی کا اظہار کیا، یہ منصوبہ قومی عدالتی پالیسی ساز کمیٹی اور قومی کمیشن برائے انسانی حقوق کے مشترکہ تعاون سے تیار کیا گیا ہے۔

بقیہ اُستمان 48

جاری پیغام کے مطابق مجتبیٰ خامنہ ای نے چوتھے قومی آبادی میں اضافے کے ایوارڈ کی تقریب کے نام اپنے پیغام میں کہا کہ آبادی میں اضافہ ایران کی سائنسی، ثقافتی، اقتصادی اور سماجی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے میں مددگار ثابت ہوگا۔ انہوں نے آبادی میں اضافے کو دشمنوں کے خطرات اور عزائم کا مقابلہ کرنے سے بھی جوڑا اور کہا کہ ملک کے روشن مستقبل کے خواہش مند ایرانیوں کو آئندہ نسلوں کے تسلسل کو یقینی بنانے میں اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ ایرانی سپریم لیڈر نے اس مقصد کو ایک ”نئی اسلامی تہذیب“ کے تصور سے بھی منسلک کیا اور خاندانی زندگی کو فروغ دینے کی ضرورت پر زور دیا۔ ان کے پیغام میں جلد شادی، صحت کی بہتر سہولیات اور بچوں کی پیدائش کی حوصلہ افزائی کو آبادی میں اضافے کے اہم عوامل قرار دیا گیا ہے۔

بقیہ اُستمان 49

فرنٹ لائن ہیلتھ ورکرز حصہ لیں گے۔ این ای او سی کے مطابق 2026 کی آخری انسداد پولیو مہم پاکستان اور افغانستان میں بیک وقت چلائی جائے گی۔ پولیو مہم میں پنجاب کے 38 اضلاع میں 2 کروڑ 33 لاکھ بچوں کو پولیو سے بچا کی ویکسین پلائی جائے گی، جبکہ سندھ کے 30 اضلاع میں 1 کروڑ 3 لاکھ، بچوں کو پولیو سے بچاؤ کے قطرے پلائے جائیں گے۔ مذکورہ مہم میں خیبر پختونخوا کے 37 اضلاع میں 72 لاکھ 46 ہزار بچوں کو پولیو سے بچاؤ کے قطرے پلانے کا ہدف مقرر کیا گیا ہے، جبکہ بلوچستان کے 41 اضلاع میں 26 لاکھ 29 ہزار بچوں کو قطرے پلائے جائیں گے۔ وفاقی دارالحکومت اسلام آباد میں 4 لاکھ 47 ہزار بچوں کو پولیو سے بچاؤ کے قطرے پلائے جائیں گے۔ نیشنل ای او سی کے مطابق رواں سال کے دوران ملک بھر میں پولیو کے 9 کیسز رپورٹ ہوئے ہیں، جن میں 7 متاثرہ بچے خیبر پختونخوا، 2 کیسز سندھ کے ہیں، جبکہ بلوچستان اور پنجاب میں پولیو کا کوئی نیا کیس سامنے نہیں آیا۔

بقیہ اُستمان 50

الرحمان کو رہائش گاہ تک محدود رکھنا آئین، قانون اور بنیادی شہری آزادیوں کی خلاف ورزی ہے۔ کسی سیاسی رہنما کی آزادانہ نقل و حرکت روکنا جمہوری اقدار اور آئینی ضمانتوں کے منافی ہے۔ پرامن سیاسی جدوجہد کا راستہ روک کر حکومت خود حالات کو کشیدگی کی طرف دھکیل رہی ہے۔ بغیر کسی قانونی حکم کے قائد جمعیت کو گھر سے باہر آنے سے روکنے کا کوئی جواز نہیں۔ کارکنان اشتعال میں آنے کی بجائے پارٹی احکامات کا انتظار کریں۔ ترجمان جے یو آئی اسلم غوری کا مزید کہنا تھا کہ سیاسی اختلافات کا جواب ریاستی طاقت سے دینا جمہوری نہیں مارشلائی طرز حکمرانی ہے، حکومت ہوش کے ناخن لے۔ حکومت اشتعال انگیز اقدامات سے گریز کرے اور سیاسی ماحول کو خراب کرنے کے بجائے آئین و قانون کی پاسداری کرے۔ جمعیت علمائے اسلام تصادم نہیں، آئینی، قانونی اور پرامن جدوجہد پر یقین رکھتی ہے۔ قائد جمعیت کی آزادی نقل و حرکت اور بنیادی حقوق کے تحفظ کے لیے ہر آئینی و قانونی فورم پر کوششیں جاری رکھے ہوئے ہیں۔

بقیہ اُستمان 51

کرتے ہوئے انہوں نے کہا امریکا کو ایران پر غیر معینہ مدت تک غیر یقینی کیفیت مسلط کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی، دشمن ایران کو طویل اور تھکا دینے والی کشمکش میں دھکیلنا چاہتا ہے، ملک سے جنگ کے خطرے کو ہمیشہ کے لئے ختم کرنے کا واحد راستہ قومی اتحاد اور پائیدار دفاعی قوت کا حصول ہے۔ موجودہ تعطل کو محض روایتی سیاسی بحثوں کے بجائے واضح اور عملی اقدامات کے ذریعے حل کرنا ناگزیر ہے، اس صورتحال کا فیصلہ یا تو میدان جنگ میں ہوگا یا پھر واشنگٹن کو ایران کی شرائط تسلیم کرنا ہوں گی۔

بقیہ اُستمان 52

کراچی، سندھ اکنامک زونز مینجمنٹ کمپنی اور صنعتی اداروں کے نمائندوں سے ملاقاتیں بھی شامل ہیں، پاکستان اور اٹلی کے درمیان معدنی وسائل سے ویلیو ایڈڈ مصنوعات کی تیاری اور برآمدات بڑھانے پر تبادلہ خیال کیا جائے گا۔ پاکستانی سفیر علی جاوید نے کہا کہ اٹلی کی مہارت اور جدید ٹیکنالوجی سے پاکستان کے ماربل، گرینائٹ، اونکس اور ٹراورٹائن کے ذخائر سے بہتر استفادہ ممکن ہوگا۔

بقیہ اُستمان 53

بک بورڈ کی جانب سے کہا گیا ہے کہ کسی ملک کی علاقائی سالمیت کے خلاف مواد نصابی کتب کا حصہ نہ بنایا جائے، مذہبی یا سیاسی وابستگی کی بنیاد پر قانون ہاتھ میں لینے کی ترغیب دینے والا مواد ممنوع قرار ہے۔ نصابی کتب کے نقشوں اور علاقائی حوالوں میں ڈیورنڈ لائن کی اصطلاح استعمال نہ کرنے کی ہدایت کی گئی ہے، نقشوں میں ڈیورنڈ لائن کے بجائے انٹرنیشنل بارڈر کی اصطلاح استعمال کی جائے۔ بیان میں کہا گیا ہے کہ اسلامیات اور شہریات میں منفی پیغام دینے والے مواد کی شمولیت سے گریز کیا جائے، نصابی کتب میں قابل اعتراض اور متنازع مواد کی نشاندہی کرکے جائزہ لیا جائے۔ سیکرٹری ٹیکسٹ بک بورڈ نے کہا کہ تمام سبجیکٹ سپیشلسٹ نئی ہدایات پر عمل درآمد یقینی بنائیں، نصابی کتب سے متعلق جاری کردہ ہدایات پر من و عن عمل درآمد یقینی بنایا جائے۔

بقیہ اُستمان 54

جب وہ اپنے دفتر کے قریب سڑک پر پیدل جا رہے تھے۔ اس حملے میں نعیم ابونہل شہید ہو گئے وہ حماس کے داخلی سلامتی کے ادارے کے ڈائریکٹر جنرل تھے۔ حملے میں متعدد افراد زخمی بھی ہوئے جنہیں الشفا اسپتال منتقل کیا گیا۔ حماس ذرائع نے بھی نعیم ابونہل کی شہادت ہلاکت کی تصدیق کی جبکہ اسرائیلی فوج اور داخلی خفیہ ادارے شن بیت نے مشترکہ بیان میں دعویٰ کیا کہ انہوں نے غزہ میں حماس کے ایک اہم رکن کو نشانہ بنایا تاہم ابتدائی بیان میں اس کی شناخت ظاہر نہیں کی گئی تھی۔ دوسری جانب غزہ میں منگل کے روز دیگر اسرائیلی حملوں میں بھی کم از کم چھ فلسطینی شہید ہو گئے۔

بقیہ اُستمان 55

جاری رکھنے کے عزم کا اعادہ کیا گیا۔ پی ایف یو جے کا پاکستان فیڈرل یونین آف جرنلسٹس (پی ایف یو جے) کی کال پر بلوچستان یونین آف جرنلسٹس (بی یو جے) کے زیر اہتمام کوئٹہ میں جاری دو روزہ احتجاجی کیمپ اختتام پذیر ہو گیا۔ شدید سردی اور منفی درجہ حرارت کے باوجود صحافیوں نے مسلسل 27 گھنٹے احتجاجی کیمپ میں موجود رہ کر آزادی صحافت، آزادی اظہار، صحافیوں کے تحفظ، معاشی حقوق کے حصول اور پیکا ایکٹ کے خلاف اپنے عزم کا اظہار کیا۔

بقیہ اُستمان 56

دولس خان کو واردات کے چوبیس گھنٹوں کے اندر گرفتار کرکے اس کے قبضے سے واردات میں استعمال ہونے والا پستول برآمد کر لیا گیا اور ملزم کے خلاف دو الگ الگ مقدمات درج کیے گئے۔ دوسری کارروائی میں ڈکیتی کے مقدمہ نمبر 99/26 (بجرم 395 تعزیرات پاکستان) میں نامزد ملزم یسین خان جبکہ تیسری کارروائی میں لڑائی جھگڑے کے مقدمہ نمبر 144/26 (بجرم 337-AD، 504 اور 34 تعزیرات پاکستان) میں مطلوب ملزم عقیل شاہ کو حراست میں لے لیا گیا۔ پولیس کا کہنا ہے کہ ضلع بھر میں جرائم پیشہ عناصر کے خلاف بلاامتیاز کارروائیاں جاری رہیں گی۔

بقیہ اُستمان 57

بندرگاہوں پر مسائل کے باعث زمینی راستوں کی اہمیت بڑھ گئی ہے۔ اس وقت ایک کنٹینر کی ترسیل پر 10 سے 11 ہزار ڈالر خرچ آتا ہے۔ جو ریلوے رابطہ شروع ہونے سے صرف 4 ہزار ڈالر تک رہ سکتا ہے۔ فیصل نیاز ترمذی نے کہا کہ یہ منصوبہ پاکستان اور روس کے درمیان تجارت بڑھانے میں اہم کردار ادا کرے گا۔

بقیہ اُستمان 58

اہم ایشو پر لائن کیسے لیتی ہے۔ وزیر اطلاعات پنجاب نے کہا کہ ماضی میں پنجاب میں جتنے بھی الیکشن ہوئے وہ ن لیگ نے کرائے۔ عظمیٰ بخاری نے کہا ہے کہ الیکشن کمیشن نے بلدیاتی انتخاب کا شیڈول دینا ہے، ہم پنجاب میں بلدیاتی انتخابات کیلئے بالکل تیار ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ حلقوں میں بلدیاتی امیدواروں کو تلاش کر رہے ہیں۔

بقیہ اُستمان 59

پوسٹل لائف انشورنس کی تین پالیسیوں کی مدت مکمل ہونے کے باوجود واجب الادا رقم نہ ملنے پر وفاقی محتسب کوئٹہ سے رجوع کیا۔ سماعت کے دوران متعلقہ محکمے کی جانب سے تسلی بخش جواب پیش نہ کیے جانے پر وفاقی محتسب نے تینوں پالیسیوں کی رقم فوری ادا کرنے کا حکم دیا، جس پر عملدرآمد کرتے ہوئے خوب چند کو مجموعی طور پر 8 لاکھ 40 ہزار روپے ادا کر دیے گئے۔ اسی طرح شیر احمد نے میرج گرانٹ کی عدم ادائیگی کی شکایت کی، جس پر وفاقی محتسب کے احکامات کے بعد متعلقہ محکمے نے انہیں 50 ہزار روپے کا چیک فراہم کیا۔ درخواست گزار بی بی فوزیہ کا ماہانہ بینولنٹ فنڈ متعلقہ محکمے (GIF/FEB) کی جانب سے بند کر دیا گیا تھا۔ متعدد درخواستوں کے باوجود مسئلہ حل نہ ہونے پر انہوں نے وفاقی محتسب سے رجوع کیا۔ کارروائی کے بعد ماہانہ بینولنٹ فنڈ بحال کر دیا گیا اور بقایاجات کی مد میں 5 لاکھ 10 ہزار روپے ادا کیے گئے۔ سید حکمت اللہ کو کیسکو کی جانب سے موصول ہونے والے غیر منصفانہ بجلی کے بل کے خلاف شکایت پر ریلیف فراہم کیا گیا اور انکوائری کے بعد بل درست کیے جانے سے انہیں 52 ہزار روپے کا فائدہ ہوا۔ کچلاک کے رہائشی محمد زمان نے گیس کے غلط ریڈنگ پر مبنی بل کے خلاف وفاقی محتسب سے رجوع کیا۔ کارروائی کے نتیجے میں بل کی درستگی کی گئی اور انہیں 91 ہزار روپے کا ریلیف ملا۔ محمود اختر نے اپنے بیٹے کے تعلیمی وظیفے کی عدم ادائیگی کی شکایت کی تھی۔ وفاقی محتسب کے احکامات پر متعلقہ محکمے نے ان کے بیٹے کو تعلیمی وظیفے کی مد میں 44 ہزار 900 روپے ادا کیے۔ عامر بیگ کو بھی میرج گرانٹ کی ادائیگی میں تاخیر کے خلاف شکایت پر 50 ہزار روپے کا چیک فراہم کیا گیا، جبکہ اکرام اللہ کے گیس بل کی درستگی کے بعد انہیں 95 ہزار روپے کا ریلیف دیا گیا۔ وفاقی محتسب کوئٹہ نے ان شکایات پر متعلقہ محکموں کو طلب کر کے سماعت کی اور شہریوں کے جائز حقوق کی ادائیگی کے لیے احکامات جاری کیے۔ متاثرہ شہریوں نے اپنے مسائل کے حل اور مالی ریلیف کی فراہمی پر وفاقی محتسب کے ادارے کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اس کی کارروائی کو سراہا۔ مذکورہ تمام کیسز میں شہریوں کو مجموعی طور پر 17 لاکھ 22 ہزار 900 روپے کے واجبات اور مالی ریلیف فراہم کیا گیا۔

بقیہ اُستمان 60

جرائم پیشہ عناصر کی سرکوبی کے لیے پولیس کی کارروائیوں کا سلسلہ بلاامتیاز جاری رکھا جائے گا۔

بقیہ اُستمان 61

حبیب الرحمان ناصر RTSM کے ممبران، گورنمنٹ ٹیچرز ایسوسی ایشن (GTA) اور GTA آئینی کے نمائندگان نے شرکت کی۔ اجلاس کے دوران تعلیمی نظام کی بہتری، اساتذہ کی حاضری، سکولوں میں تعلیمی سرگرمیوں کے فروغ اور طلبہ کو معیاری تعلیم کی فراہمی سے متعلق امور پر غور و خوض کیا گیا۔ اس موقع پر ڈپٹی کمشنر شیرانی کلیم اللہ کاکڑ نے کہا کہ ضلع میں تعلیمی معیار کو بہتر بنانا اور سرکاری تعلیمی اداروں کی کارکردگی کو مؤثر بنانا ضلعی انتظامیہ کی اولین ترجیحات میں شامل ہے۔ انہوں نے متعلقہ تعلیمی افسران اور اساتذہ پر زور دیا کہ وہ اپنی ذمہ داریاں ایمانداری اور محنت کے ساتھ ادا کریں اور طلبہ کے روشن مستقبل کے لیے اپنا بھرپور کردار ادا کریں۔ ڈپٹی کمشنر نے مزید ہدایت کی کہ تعلیمی اداروں میں اساتذہ اور طلبہ کی حاضری یقینی بنائی جائے اور تعلیمی نظام میں موجود مسائل کو باہمی مشاورت سے حل کیا جائے۔

بقیہ اُستمان 62

انہوں نے کہا ہے کہ پرائمری اور مڈل کلاسز کے لیے اسسمنٹ کمیشن بنایا گیا تھا تا کہ ہشتم تک تعلیمی نظام کا جائزہ لیا جائے۔ خرابی کمزوری کو دور کرکے وقت کے ساتھ ساتھ جدیدیت لائی جائے لیکن پورے ملک میں یہ کمیشن اسسمنٹ کا کام کرتی ہے جبکہ ضرورت کے مطابق اختیاری امتحان بھی لیتے ہیں لیکن بلوچستان میں کرپشن کا بازار گرم کرنے کے لیے انہیں تعلیمی بورڈ بنا کر بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن کے خلاف ایک اور علیحدہ بورڈ بنایا اور پنجم اور ہشتم بورڈ امتحان کو لازمی کر دیا۔ جس کے خلاف بلوچستان پرائیویٹ سکولز گرینڈ الائنس نے صوبہ بھر میں تحریک چلائی سیمینار۔ کانفرنس۔ جلسے جلوس۔ مظاہرے۔ کیے بالآخر پنجم بورڈ امتحان کو ختم کیا اور ہشتم بورڈ امتحان تا حال لازمی قرار دیا ہے۔ ہشتم بورڈ امتحان صرف کرپشن اور تعلیمی نظام کو تباہ کرنا بلوچستان کے طلبا کو نقل کے ناسور کے ذریعے ان کا مستقبل تباہ کرنے کی سازش ہے۔ اور اس سازش میں چند عناصر کا کردار نمایاں ہے۔ کل سے ہشتم بورڈ کا امتحان شروع ہے۔

بقیہ اُستمان 63

تقریب کا انعقاد ہیج امقرئی میں ایف اے او کے آر بی ڈبلیو آر پی (NRB) پروگرام کے تحت قائم لائیوسٹاک فارمر فیلڈ اسکول کے تربیتی پروگرام کی کامیاب تکمیل کے سلسلے میں کیا گیا۔ اس موقع پر ڈپٹی ڈائریکٹر لائیوسٹاک عبدالرحیم نیازی، ڈویژنل فارسٹ آفیسر زبیر احمد، ایف اے او کے نمائندگان اور دیگر معزز شخصیات بھی موجود تھیں تقریب کے دوران ڈاکٹر امین اللہ نے شریک چھوٹے و درمیانے درجے کے کاروباری افراد (SME) کو بڑے گرانٹس پروگرام کے حوالے سے تفصیلی بریفنگ دی۔

بقیہ اُستمان 64

موقع پر عبید ترین اور ڈپٹی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر لورالائی عبدالرزاق بھی ان کے ہمراہ موجود تھے اسکول کی عمارت کی مرمت و بحالی کے ساتھ طالبات کی بنیادی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے نیا واش روم بھی تعمیر کیا گیا ہے۔ یہ تمام ترقیاتی کام ایجوکیشن سپورٹ پروگرام (ESP) کے تحت یونیسف (UNICEF) کے تعاون سے مکمل کیے گئے ہیں افتتاحی تقریب کے موقع پر اسسٹنٹ کمشنر احمد زیب کاکڑ نے اسکول کی عمارت، تزئین و آرائش کے کاموں اور فراہم کردہ بنیادی سہولیات کا تفصیلی جائزہ لیا۔ انہوں نے اسکول کی بہتری اور طالبات کے لیے بہتر تعلیمی ماحول کی فراہمی کے حوالے سے کی جانے والی کوششوں کو سراہتے ہوئے کہا کہ تعلیمی اداروں میں بنیادی سہولیات کی فراہمی، عمارتوں کی بحالی اور طالبات کے لیے صاف ستھرا اور محفوظ ماحول یقینی بنانا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ انہوں نے اس امر پر زور دیا کہ معیاری تعلیم کے فروغ کے لیے سرکاری تعلیمی اداروں کی بہتری اور سہولیات کی فراہمی پر خصوصی توجہ دی جانی چاہیے تا کہ بچوں کو بہتر تعلیمی ماحول میسر آسکے اور تعلیمی سرگرمیوں کو مؤثر انداز میں جاری رکھا جا سکے تقریب کے اختتام پر ایجوکیشن سپورٹ پروگرام (ESP)، یونیسف (UNICEF)، پیرنٹ ٹیچر اسکول مینجمنٹ کمیٹی (PTSMC)، محکمہ تعلیم اور مقامی کمیونٹی کی مشترکہ کاوشوں کو خراج تحسین پیش کیا گیا۔ اس موقع پر اس عزم کا اظہار کیا گیا کہ علاقے میں تعلیم کے فروغ، تعلیمی اداروں کی بہتری اور بچوں کو بنیادی سہولیات کی فراہمی کے لیے مشترکہ کوششیں آئندہ بھی جاری رکھی جائیں گی۔

بقیہ اُستمان 65

صرف ایک خلاباز کا سفر نہیں، بلکہ 24 کروڑ پاکستانیوں کا سفر ہے، یہ ہماری نوجوان نسل، ہمارے سائنسدانوں اور ہمارے خوابوں کا سفر ہے۔ وزیر اعظم نے کہا کہ ذیشان علی اور خرم داؤد دونوں نے بے مثال محنت، نظم و ضبط اور لگن سے چین میں تربیت مکمل کی، پاکستان تیانگونگ خلائی اسٹیشن سے جانے والا چین کے بعد دنیا کا پہلا ملک بنے گا، یہ پاکستان اور چین کی آہنی دوستی کا منہ بولتا ثبوت ہے، ہم اپنے برادر ملک چین کے شکر گزار ہیں جنہوں نے پاکستان کو اس تاریخی مشن کا حصہ بنایا۔ وزیراعظم کا کہنا تھا کہ چین اور پاکستان زمین پر قیام امن اور باہمی ترقی ہی میں ہم آہنگ نہیں ہیں بلکہ اب خلا کے سفر میں بھی ہم قدم ہیں۔

بقیہ اُستمان 66

والے اقدامات کا تفصیلی جائزہ لیا گیا اس موقع پر گزشتہ پولیو مہم کی مجموعی کارکردگی، فیلڈ ٹیموں کو درپیش مشکلات، بچوں تک رسائی، والدین کے تعاون، انکاری والدین کو قائل کرنے اور حساس علاقوں میں درپیش چیلنجز پر بھی تفصیلی تبادلہ خیال کیا گیا اجلاس کو بتایا گیا کہ پولیو جیسے موذی مرض کے مکمل خاتمے کے لیے ضروری ہے کہ تمام متعلقہ محکمے باہمی رابطے اور مربوط حکمت عملی کے تحت اپنی ذمہ داریاں ادا کریں اس سلسلے میں پولیو ٹیموں کی مؤثر مانیٹرنگ سیکیورٹی کے مناسب انتظامات مائیکرو پلان پر عملدرآمد اور ہر علاقے میں پانچ سال تک کی عمر کے تمام بچوں کو پولیو سے بچاؤ کے قطرے پلانے کو یقینی بنانے کی اہمیت پر زور دیا گیا ڈپٹی کمشنر وریندر لعل نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پولیو کا خاتمہ ہم سب کی مشترکہ قومی ذمہ داری ہے اس لیے اس اہم مہم میں کسی قسم کی غفلت یا کوتاہی برداشت نہیں کی جائے گی۔

بقیہ اُستمان 67

فارغ التحصیل طلبہ رجسٹریشن کرانے کے اہل ہیں۔ علاوہ ازیں، یکم جنوری 2025 سے 13 اکتوبر 2026 کے دوران ڈگری مکمل کرنے والے تمام ایم ایس اور ایم فل اسکالرز بھی کانووکیشن میں شرکت کرنے کے لئے شرکت کرا سکتے ہیں۔ اعلامیہ کے مطابق رجسٹریشن فیس 3,500 روپے مقرر کی گئی ہے

بقیہ اُستمان 68

تفصیلات کے مطابق سفیان ولد امداد اللہ گرگناڑی کلان کورڈیری فارم ایریا میں موجود تھے کہ اس دوران نامعلوم مسلح افراد نے انہیں اسلحے کے زور پر یرغمال بنا کر ان کی موٹر سائیکل چھین لی اور موقع سے فرار ہو گئے۔ واقعے کے بعد شہریوں میں تشویش پائی جاتی ہے۔ شہریوں کا کہنا ہے کہ خاران میں چوری اور ڈکیتی کی وارداتوں میں مبینہ اضافے کے باعث عوام خود کو غیر محفوظ محسوس کر رہے ہیں۔ انہوں نے ضلعی انتظامیہ اور پولیس کے اعلیٰ حکام سے مطالبہ کیا ہے کہ واردات میں ملوث ملزمان کو فوری گرفتار کر کے موٹر سائیکل برآمد کی جائے اور شہریوں کے جان و مال کے تحفظ کے لیے مؤثر اقدامات کیے جائیں۔

بقیہ اُستمان 69

عبدالروف بلوچ کی زیر صدارت اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس میں ایڈمنسٹریٹر میٹروپولیٹن کارپوریشن کوئٹہ بشیر بڑیچ، ڈپٹی سیکرٹری الیاس بلوچ اور فوکل پرسن محکمہ بلدیات طحہٰ جنید، سیکشن آفیسر مختیار زہری نے شرکت کی۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے سیکرٹری عبدالروف بلوچ نے کہا کہ محکمہ بلدیات جدید ڈیجیٹل نظام کے فروغ، سرکاری خدمات کی مؤثر فراہمی اور شہریوں کے بنیادی حقوق کے تحفظ کے لیے عملی اقدامات کر رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کے استعمال سے بلدیاتی اداروں کی کارکردگی، شفافیت اور عوامی خدمات کے معیار کو مزید بہتر بنایا جا سکتا ہے۔ انہوں نے متعلقہ افسران کو ہدایت کی کہ ڈیجیٹل بلوچستان ایکسپو 2026 کے لیے محکمہ بلدیات کے جاری اقدامات، جدید منصوبوں اور ڈیجیٹل سہولیات کو مؤثر انداز میں پیش کرنے کے لیے مربوط حکمت عملی مرتب کی جائے، تا کہ عوام کو فراہم کی جانے والی سہولیات اور محکمہ کی ڈیجیٹل پیش رفت کو نمایاں کیا جا سکے۔

بقیہ اُستمان 70

علاقوں کے عوام کو درپیش مختلف مسائل اور مشکلات سے صوبائی وزیر کو آگاہ کیا صوبائی وزیر حاجی نور محمد دمڑ نے وفود کی شکایات اور مسائل کو نہایت توجہ اور غور سے سنا اور انہیں یقین دہانی کرائی کہ عوامی مسائل کے حل کے لیے متعلقہ حکام سے رابطہ کر کے عملی اقدامات اٹھائے جائیں گے انہوں نے کہا کہ عوامی خدمت اور لوگوں کے مسائل کا بروقت حل ان کی اولین ترجیحات میں شامل ہے اور زیارت، ہرنائی اور سنجاوی کے عوام کو درپیش مشکلات کے ازالے کے لیے ہر ممکن کوشش کی جائے گی صوبائی وزیر حاجی نور محمد دمڑ نے اس عزم کا اظہار کیا کہ عوام کو درپیش مسائل کے حل کے لیے تمام دستیاب وسائل بروئے کار لائے جائیں گے اور متعلقہ محکموں کے ذریعے مسائل کے حل کو یقینی بنانے کے لیے مؤثر اقدامات کیے جائیں گے اور اپنی تمام تر توانائیاں صرف کریں گے

بقیہ اُستمان 71

مسلم باغ سب ڈویژن موسیٰ خان کاکڑ اکبر خان ناصر ایس ڈی او مسلم باغ عبدالحد ایس ڈی او ژوب ایس ڈی او قلعہ سیف اللہ نے شرکت کی دورے کے دوران تفصیلی اجلاس منعقد ہوا، جس میں ڈویژن کے تمام اہم مسائل پر تفصیلی تبادلہ خیال کیا گیا۔ انتظامیہ نے مستقبل کے لیے واضح ہدایات اور رہنمائی بھی دی، جن پر من و عن عملدرآمد کیا جائے گا۔ اجلاس میں ڈویژن کے لائن لاسز کو ہر ممکن طریقے سے کم کرنے اور ریکوری کا 100 فیصد ہدف حاصل کرنے پر خصوصی زور دیا گیا۔

قائدین حزب اختلاف سینیٹ اور قومی اسمبلی کا اعلی عدلیہ کے چیف جسٹس صاحبان کے نام اہم خطوط

بانی اور بشریٰ کے بنیادی حقوق کے تحفظ کے لیے فوری عدالتی مداخلت اور 18 اگست کے حکم پر عملدرآمد کا مطالبہ

کوئٹہ، اسلام آباد (آن لائن) پشتونخوا ملی عوامی پارٹی کے چیئرمین، تحریک تحفظ آئین پاکستان کے سربراہ اور قومی اسمبلی میں قائدِ حزبِ اختلاف محمود خان اچکزئی اور سینیٹ میں قائدِ حزبِ اختلاف علامہ راجہ ناصر عباس نے چیف جسٹس سپریم کورٹ آف پاکستان، چیف جسٹس وفاقی آئینی عدالت اور چیف جسٹس اسلام آباد ہائی کورٹ کے نام اہم خطوط ارسال کر دیے ہیں۔ خطوط میں بانی پاکستان تحریک انصاف عمران خان اور ان کی اہلیہ بشریٰ عمران خان کی زندگی، صحت اور بنیادی آئینی و انسانی حقوق کے تحفظ کے لیے (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 37)

پاکستان فیڈرل یونین آف جرنلسٹ کی کال پر بلوچستان یونین آف جرنلسٹس اور کوئٹہ پریس کلب کے زیر اہتمام احتجاجی دھرنے کے شرکاء سے وزیر اعلیٰ کے معاون برائے سیاسی امور و میڈیا شاہد رند، پی ایف یو جے کے صدر افضل بٹ، اصغر خان اچکزئی، مولانا قادر رلونی خطاب کر رہے ہیں

مہنگائی کی صورتحال بدترین، اداروں میں کرپشن کا مقابلہ چل رہا ہے، حافظ نعیم الرحمن

غزہ سے کراچی تک عوامی مسائل پر آواز اٹھائینگے، عوام کے حقوق کیلیے مینار پاکستان، پشاور اور کراچی میں تاریخی جلسے ہونگے

مقبوضہ کشمیر کی صورتحال پر خاموشی قابل قبول نہیں، بھارتی مظالم رکوائے جائیں اور کشمیریوں کو حق خودارادیت ملنا چاہیے، بیان

کراچی (آن لائن) امیر جماعت اسلامی پاکستان حافظ نعیم الرحمٰن نے کہا ہے کہ مہنگائی کی صورتحال بدترین، مقامی حکومتوں کا وجود نہیں، صوبائی حکومتیں اختیارات پر ناگ بن کر قابض ہیں، اداروں کے درمیان کرپشن کا مقابلہ چل رہا ہے، عوامی مسائل کے حل کے لیے صرف جماعت اسلامی میدان عمل میں ہے، مینار پاکستان پر اکیس نومبر کو تاریخی جلسہ ہوگا اس کے بعد پشاور میں بارہ دسمبر اور کراچی میں بیس دسمبر کو بڑے جلسے ہوں گے۔ وہ ادارہ نورحق کراچی میں پریس کانفرنس سے خطاب کررہے تھے۔ امیر کراچی منعم ظفر، نائب امیر کراچی مسلم پرویز، جنرل سیکرٹری (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 9)

کوئٹہ، صوبائی وزیر بخت محمد کاکڑ نواب کلی اسپورٹس کمپلیکس کوئٹہ کی تقریب سنگ بنیاد سے خطاب کر رہے ہیں

بلوچستان کی ترقی کے لیے سڑکوں اور بنیادی ڈھانچے کی بہتری ناگزیر ہے، میر سلیم کھوسہ

سڑکیں کسی بھی علاقے کی معاشی اور سماجی ترقی میں بنیادی کردار ادا کرتی ہیں' وزیر مواصلات

کوئٹہ (آن لائن) صوبائی وزیر مواصلات و تعمیرات بلوچستان میر سلیم کھوسہ نے کہا ہے کہ صوبے کی ترقی، عوام کو بہتر سفری سہولیات کی فراہمی اور پسماندہ علاقوں کو ترقی کے قومی دھارے میں شامل کرنا حکومت کی اہم ترجیحات میں شامل ہے۔ سڑکیں کسی بھی علاقے کی معاشی اور سماجی ترقی میں بنیادی کردار ادا کرتی ہیں، اسی لیے مواصلاتی نظام کی بہتری پر خصوصی توجہ دی جا رہی ہے' یہ بات انہوں نے مختلف وفود سے بات (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 40)

عوامی مسائل کا حل اور بلا امتیاز ترقی ہماری سیاست کا بنیادی مقصد ہے، زرک مندوخیل

ترقی کے ثمرات کسی مخصوص علاقے یا طبقے تک محدود نہیں رہنے چاہئیں' رکن صوبائی اسمبلی

کوئٹہ (آن لائن) رکن بلوچستان اسمبلی شیخ زرک خان مندوخیل نے کہا ہے کہ سیاست کا اصل مقصد عوام کی خدمت، ان کے مسائل کا حل اور علاقے کی ترقی ہے۔ عوام نے اپنے نمائندوں کو اس امید کے ساتھ منتخب کیا ہے کہ ان کی آواز ایوانوں تک پہنچائی جائے اور انہیں درپیش مشکلات کے خاتمے کے لیے مؤثر کردار ادا کیا جائے' یہ بات انہوں نے مختلف وفود سے بات چیت کرتے ہوئے کہی' انہوں نے کہا کہ حلقے کے عوام کو (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 41)

صحبت پور کا فرزند بشیر احمد نوشکی میں دہشتگردوں سے لڑتے ہوئے شہید

، آبائی قبرستان میں سپرد خاک، شہید کو ایف سی دستے نے گارڈ آف آنر پیش کیا

صحبت پور (آن لائن) ضلع صحبت پور کی تحصیل فرید آباد کے علاقے چٹن پٹی سے تعلق رکھنے والا فرنٹیئر کور (ایف سی) کا دلیر نوجوان بشیر احمد کھوسو نوشکی میں دہشت گردوں سے بہادری سے لڑتے ہوئے جامِ شہادت نوش کر گیا۔ حکام کی جانب سے ضروری کارروائی کے بعد شہید کا جسدِ خاکی ورثا کے حوالے کیا گیا، جو آبائی علاقے پہنچنے پر فضا سوگوار ہونے کے ساتھ ساتھ پاکستان زندہ باد کے فلک شگاف نعروں سے گونج (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 43)

کوئٹہ پولیس کی جرائم پیشہ عناصر کے خلاف کارروائیاں، ہوائی فائرنگ کرنے والا ملزم گرفتار

کوئٹہ (آن لائن) ڈی آئی جی کوئٹہ عمران شوکت اور ایس ایس پی آپریشنز ضیا الحق مندوخیل کے نوٹس پر کوئٹہ پولیس نے جرائم پیشہ اور قانون شکن عناصر کے خلاف کارروائیاں تیز کرتے ہوئے اجمل باکسر گروپ کے ایک اور کارندے سمیت دو ملزمان کو گرفتار کر لیا ہے۔ پولیس حکام (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 38)

ہمیں اپوزیشن کی دعوت دینے والی پی ٹی آئی پہلے خود تو اپوزیشن کرلے: نیئر بخاری

اسلام آباد (آن لائن) پیپلز پارٹی کے سیکریٹری جنرل نیئر بخاری نے کہا ہے کہ پی ٹی آئی ہمیں اپوزیشن کی دعوت دینے سے پہلے خود تو اپوزیشن کرلے، نہ تو یہ پارلیمان میں اپوزیشن کا کردار ادا کرتی نظر آتی ہے نہ پارلیمان کے باہر۔ نیئر بخاری نے پی ٹی آئی کی مشروط اتحاد کی پیشکش پر جواب (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 39)

نصیر آباد پولیس کی مشترکہ کارروائی، مطلوب تین مفرور ملزمان گرفتار

کوئٹہ (آن لائن) ڈی آئی جی پولیس نصیر آباد رینج کامران نواز پنجوتھا کے احکامات اور ایس ایس پی نصیر آباد اسد ناصر کی خصوصی ہدایات پر سی آئی اے نصیر آباد نے سٹی اور چھتر پولیس کے ہمراہ مشترکہ کارروائی کرتے ہوئے اقدام قتل کے (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 42)

چیف ایگزیکٹو آفیسر مجیب مری اور اعلی افسران کا قلعہ سیف اللہ ڈویژن کا دورہ

ڈویژن کے تمام اہم مسائل پر غور، ملازمین کی جانب سے ریکوری ہدف کے حصول اور لائن لاسز کم کرنے کی مکمل یقین دہانی

کوئٹہ (آن لائن) چیف ایگزیکٹو آفیسر مجیب مری، چیف انجینئر نظام اچکزئی، پی ڈی کنسٹرکشن کلیم اللہ جوگیزئی صاحب اور امان اللہ ترین نے قلعہ سیف اللہ ڈویژن کا دورہ کیا۔ ڈویژن چیئرمین صالحان جوگیزئی اراو چیئرمین عبدالہادی کاکڑ (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 71)

صوبائی وزیر حاجی نور محمد دمڑ سے زیارت، ہرنائی اور سنجاوی کے وفود کی ملاقات

عوامی خدمت اور لوگوں کے مسائل کا بروقت حل اولین ترجیحات میں شامل ہے، صوبائی وزیر

کوئٹہ (خ ن) صوبائی وزیر کموڈیٹی منجمنٹ ڈیپارٹمنٹ و چیئرمین بلوچستان فوڈ اتھارٹی حاجی نور محمد دمڑ سے زیارت، ہرنائی اور سنجاوی سے تعلق رکھنے والے مختلف عوامی وفود نے سول سیکریٹریٹ آفس میں ملاقات کی اس موقع پر وفود نے اپنے اپنے (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 70)

ڈیجیٹل بلوچستان ایکسپو میں، سیکرٹری بلدیات عبدالرؤف بلوچ کی زیر صدارت اجلاس

بلدیاتی اداروں کی کارکردگی، شفافیت اور عوامی خدمات کے معیار کو بہتر بنایا جا رہا ہے: سیکرٹری بلدیات

کوئٹہ (خ ن) وزیراعلیٰ بلوچستان میر سرفراز بگٹی کے وژن کے تحت ڈیجیٹل بلوچستان ایکسپو 2026 میں محکمہ بلدیات و دیہی ترقی کی مؤثر شرکت اور ڈیجیٹل اقدامات کو اجاگر کرنے کے حوالے سے سیکرٹری محکمہ بلدیات و دیہی ترقی (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 69)

خاران میں دن دیہاڑے ڈکیتی، نامعلوم مسلح افراد شہری سے نئی موٹر سائیکل چھین کر فرار

چوری و ڈکیتی کی وارداتوں میں اضافے پر شہریوں میں تشویش، ملزمان کی فوری گرفتاری اور موٹر سائیکل برآمدگی کا مطالبہ

خاران (آن لائن) خاران کے علاقے کلان کور ڈیری فارم ایریا میں نامعلوم مسلح افراد اسلحے کے زور پر شہری سے نئی موٹر سائیکل چھین کر فرار ہوگئے۔ (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 68)

قائم مقام گورنر بلوچستان کیپٹن (ر) عبدالخالق اچکزئی سے ڈپٹی کمشنر چمن حبیب احمد بنگلزئی ملاقات کر رہے ہیں

کالعدم جوائنٹ ایکشن کمیٹی آزاد کشمیر کو بھارت فنڈنگ کر رہا ہے، طلال چوہدری

ریاست اپنی طاقت استعمال نہیں کرنا چاہتی تھی، لیکن اب مزید انتظار سے نقصان ہوگا، مسلح تحریک بنانیکی کوشش کی جا رہی ہے

کالعدم جوائنٹ ایکشن کمیٹی سے متعلق 2 پریس کانفرنسز کر چکے ہیں، 3 افراد کو گرفتار کیا گیا ہے جو اسلحہ کشمیر لے جانا چاہتے تھے

اسلام آباد (جی این ایم) وزیر مملکت برائے داخلہ طلال چوہدری نے کہا ہے کہ کالعدم جوائنٹ ایکشن کمیٹی کی بھارت فنڈنگ کر رہا ہے، جو آزاد کشمیر میں انتشار پھیلا رہی ہے، یہ ہرگز حقوق کی تحریک نہیں بلکہ اسے مسلح تحریک بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اسلام آباد میں نیوز کانفرنس کرتے ہوئے طلال چوہدری نے کہا کہ کالعدم کمیٹی کے گرفتار شرپسندوں سے تفتیش کی بنیاد پر مزید گرفتاریاں کی گئی ہیں، امتیاز اسلم کالعدم ایکشن کمیٹی کی قیادت کے درمیان رابطہ کاری کرتا ہے اور کمیٹی کی کور کمیٹی کا رکن ہے انہوں نے کہا ہے کہ کشمیر میں کالعدم (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 11)

جامعہ تربت: چوتھے کانووکیشن کی رجسٹریشن کی آخری تاریخ میں 4 دسمبر تک توسیع

تربت (آن لائن) جامعہ تربت نے چوتھے کانووکیشن 2027 کے لیے رجسٹریشن کی آخری تاریخ میں 4 دسمبر 2026 تک توسیع کر دی ہے۔ کنٹرولر امتحانات کی جانب سے جاری کردہ اعلامیے کے مطابق سال 2025 میں ڈگری مکمل کرنے والے بی ایس اور ایم ایس/ایم فل کے (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 67)

وزیراعظم کی پاکستانی خلاباز کو چینی اسٹیشن سے خلائی سفر پر روانگی کی مبارک باد

اسلام آباد (آن لائن) وزیر اعظم شہباز شریف نے پاکستانی خلاباز ذیشان علی کی چین کے شینزو24- مشن کے ذریعے تیانگونگ خلائی اسٹیشن سے خلائی سفر پر روانگی پر قوم کو مبارکباد پیش کی ہے۔ اپنے بیان میں وزیراعظم نے کہا کہ آج پاکستان نے ستاروں سے آگے کا سفر شروع کر دیا ہے یہ (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 65)

لورالائی: گرلز پرائمری اسکول شین آباد کی بحالی کے بعد افتتاح

لورالائی (خ ن) علاقے رانڑہ زنگیوال میں گورنمنٹ گرلز پرائمری اسکول شین آباد کی تزئین و آرائش اور بحالی کے بعد افتتاحی تقریب منعقد ہوئی، جس کے مہمانِ خصوصی اسسٹنٹ کمشنر بوری احمد زیب کاکڑ تھے، جنہوں نے اسکول میں مکمل ہونے والے ترقیاتی کاموں کا باقاعدہ افتتاح کیا اس (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 64)

لورالائی: ایف اے او (FAO) لائیوسٹاک پروگرام کی تقریب تقسیم اسناد

لورالائی (خ ن) وائس چانسلر یونیورسٹی آف لورالائی انجینئر پروفیسر ڈاکٹر احسان اللہ کاکڑ نے 24 نومبر 2026 کو ایف اے او (FAO) کے فیلڈ آفس لورالائی میں منعقدہ فارمر فیلڈ اسکول (FFS) لائیوسٹاک پروگرام کی تیسری تقریبِ تقسیم اسناد اور بڑے گرانٹس پروگرام کے تعارفی سیشن میں بطور مہمانِ خصوصی شرکت کی (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 63)

پاکستان اور چین کی فولادی دوستی کی نئی تاریخ رقم ہونے کو تیار ہے، احسن اقبال

محمد ذیشان علی اور خرم داؤد نے خلائی تربیت کے مشکل ترین مراحل کامیابی سے عبور کرکے پاکستان کا سر فخر سے بلند کر دیا

چین میں تاریخی خلائی مشن کی میڈیا بریفنگ میں شرکت، خلا بار نور محمد، ذیشان علی کو مبارکباد، ہاتھ ہلا کر نیک تمناؤں کا اظہار

بیجنگ، اسلام آباد (آن لائن) وفاقی وزیر منصوبہ بندی، ترقی و اصلاحات پروفیسر احسن اقبال نے کہا ہے کہ پاک چین فولادی دوستی کی نئی تاریخ رقم ہونے کو تیار، ہمالیہ سے بلند دوستی اب خلاؤں کی وسعتوں کو چھوئے گی، محمد ذیشان علی اور خرم داؤد نے خلائی تربیت کے مشکل ترین مراحل کامیابی سے عبور کرکے پاکستان کا سر فخر سے بلند کر دیا۔ وفاقی وزیر پروفیسر احسن اقبال نے چین میں تاریخی خلائی مشن کی میڈیا بریفنگ میں شرکت کی اور پاکستانی خلانورد محمد ذیشان علی کو مبارک باد، ہاتھ ہلا کر نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔ پروفیسر احسن اقبال نے کہا کہ پاکستان (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 10)

کوئٹہ، وزیراعلیٰ بلوچستان میر سرفراز بگٹی سے صوبائی وزیر سردار کوہیار خان ڈومکی ملاقات کر رہے ہیں

ڈپٹی کمشنر نصیر آباد وریندر لعل کی زیر صدارت انسدادِ پولیو مہم کا جائزہ اجلاس

پولیو کا خاتمہ مشترکہ قومی ذمہ داری ہے، مہم میں کسی قسم کی غفلت برداشت نہیں کی جائے گی: ڈپٹی کمشنر نصیر آباد

نصیر آباد (خ ن) ڈپٹی کمشنر نصیر آباد وریندر لعل کی زیر صدارت آج انسدادِ پولیو مہم کے سلسلے میں ایک اہم اجلاس منعقد ہوا جس میں ایس ایس پی نصیر آباد، ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر ڈاکٹر ایاز حسین جمالی، میڈیکل سپرنٹنڈنٹ ڈاکٹر حبیب اللہ پندرانی سمیت محکمہ صحت اور دیگر متعلقہ محکموں کے افسران نے شرکت کی اجلاس میں ضلع بھر میں پولیو مہم کی تیاریوں انتظامات اور مہم کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لیے کیے جانے (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 66)

ہشتم بورڈ امتحان میں سرِعام نقل اور مبینہ بدعنوانی کی شدید مذمت

لازمی کے بجائے اختیاری قرار دیا جائے بصورت دیگر صوبہ بھر میں بھرپور احتجاج ہوگا، بیان

کوئٹہ (آن لائن) آل پاکستان پرائیویٹ سکولز فیڈریشن بلوچستان کے صوبائی آرگنائزر نذر بڑیچ۔ محمد جعفر خان۔ مولوی جیلانی البدری۔ گل محمد مستوئی۔ حق نواز شاہ۔ عابد ناصر۔ امان اللہ مینگل۔ ولی محمد زہری۔ بلال احمد خان۔ امیر محمد کاکڑ و دیگر رہنماں نے تعلیم دشمن ہشتم بورڈ امتحان میں سرعام نقل۔ امتحانی ہال میں موبائل فون کا استعمال امتحانی سٹاف کی جانب سے طلبا کو بوٹی فراہم کرنے کی سخت مذمت کرتے ہوئے مطالبہ کیا ہے کہ فوری طور پر ہشتم بورڈ امتحان کو منسوخ کر کے غیر جانبدارانہ تحقیقات کی جائے (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 62)

ڈپٹی کمشنر شیرانی کلیم اللہ کاکڑ کی زیر صدارت ڈسٹرکٹ ایجوکیشن گروپ کا اجلاس

سرکاری تعلیمی اداروں کی کارکردگی کو مؤثر بنانا اولین ترجیح ہے، تمام مسائل باہمی مشاورت سے حل کیے جائیں، ڈپٹی کمشنر کی ہدایت

شیرانی (آن لائن) ڈپٹی کمشنر شیرانی کی زیر صدارت ڈسٹرکٹ ایجوکیشن گروپ کا اجلاس منعقد ڈپٹی کمشنر شیرانی کلیم اللہ کاکڑ کی زیر صدارت آج ڈپٹی کمشنر آفس میں ڈسٹرکٹ ایجوکیشن گروپ کا اجلاس منعقد ہوا، جس میں ضلع شیرانی میں تعلیمی امور، تعلیمی اداروں کی کارکردگی اور درپیش مسائل کے حوالے سے تبادلہ خیال کیا گیا۔ اجلاس میں ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر شیرانی، اسسٹنٹ کمشنر سب ڈویژن ستنو راغہ (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 61)

اوستہ محمد پولیس کی کارروائی، مقدمات میں نامزد دو روپوش ملزمان گرفتار

گرفتار ملزمان کے خلاف مزید قانونی کارروائی جاری ہے، جرائم پیشہ عناصر کے خلاف آپریشن جاری رہے گا، پولیس حکام

اوستہ محمد (آن لائن) ایس پی اوستہ محمد حافظ معاذ الرحمٰن کی خصوصی ہدایات اور ڈی ایس پی سرکل گنداخہ محمد علی جمالی کی نگرانی میں ایس ایچ او تھانہ باغ ہیڈ حاجی خان لاشاری نے اپنی ٹیم کے ہمراہ کامیاب کارروائی کرتے ہوئے مقدمات میں نامزد دو روپوش ملزمان پیر محمد عرف حاجن ولد محمد صالح اور ثنا اللہ ولد محمد یاسین قوم رند ساکنان گوٹھ سبی جدید کو گرفتار کر لیا ہے۔ پولیس حکام کے مطابق گرفتار ملزمان کے خلاف ضابطے کے مطابق مزید قانونی کارروائی عمل میں لائی جا رہی ہے، جبکہ ضلع بھر میں امن و امان کے قیام اور (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 60)

جمعیت علما اسلام کے زیر اہتمام کنگری میں تحفظ دینی مدارس کانفرنس سے صوبائی امیر سینیٹر مولانا عبدالواسع، آغا محمود شاہ، مولانا کمال الدین، مولانا غلام سرور موسیٰ خیل، میر یونس عزیز زہری، اصغر خان ترین اور دیگر خطاب کر رہے ہیں

عوام کے جان و مال کی حفاظت کرنا حکومت کی بنیادی ذمہ داری ہے، ڈاکٹر مالک بلوچ

آبادیوں اور گھروں پر مارٹر گولوں کی فائرنگ اور گولہ باری نے لوگوں کی زندگی اجیرن بنا کر رکھ دی ہے، سربراہ نیشنل پارٹی

کلی پسند خان کے بازار کو نذرِ آتش کرنا قابل مذمت ہے، کردگاپ کے مختلف علاقوں میں گولہ باری پر قابل تشویش ہے

کوئٹہ (آن لائن) نیشنل پارٹی کے سربراہ ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ نے تحصیل کردگاپ کے مختلف علاقوں میں گولہ باری، عوامی املاک کو نذرِ آتش کرنے اور مقامی آبادی کو خوف و ہراس میں مبتلا کرنے پر شدید تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ کلی پسند خان کے بازار کو جلانے کی اطلاعات نہ صرف انتہائی افسوسناک بلکہ قابلِ مذمت ہیں۔ عوام کے جان و مال کا تحفظ حکومت کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ انہوں نے کہا کہ مختلف علاقوں کو خالی کروانے اور لوگوں کو اپنے آبائی علاقوں سے بے دخل کرنے کا اقدام ناقابلِ قبول ہے، نیشنل پارٹی عوام کی جبری بے (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 12)

کیسکو حکام سردی میں بجلی کی لوڈشیڈنگ ختم کیا جائے' مولانا حیات

قلات میں کیسکو کی جانب سے اٹھارہ گھنٹے کی طویل لوڈشیڈنگ ناقابل برداشت ہے' بیان

قلات (آن لائن) جمعیت علماء اسلام قلات کے رہنما مولانا محمد حیات نیچاری نے کہا ہے کہ قلات میں کیسکو کی جانب سے اٹھارہ گھنٹے کی طویل لوڈشیڈنگ اور بجلی کی مسلسل آنکھ مچولی سے معمولات زندگی بری طرح متاثر ہو کر رہ گئے ہیں۔ اپنے ایک بیان میں انہوں نے کہا کہ بجلی کی غیر اعلانیہ بندش اور بار بار ٹرپنگ کے باعث شہریوں کی قیمتی برقی اشیاء جل کر تباہ ہو رہی ہیں، جس سے عوام کو شدید مالی نقصان اٹھانا پڑ رہا (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 45)

لسبیلہ پولیس کی کارروائی، کراچی سے چھینی گئی موٹر سائیکل برآمد، ملزم گرفتار

ملزم کو آر سی ڈی روڈ پر دبئی مسجد چیک پوسٹ کے مقام پر اسنیپ چیکنگ کے دوران پکڑا گیا، تھانہ اوتھل میں مقدمہ درج

کوئٹہ (آن لائن) لسبیلہ پولیس نے اسنیپ چیکنگ کے دوران کامیاب کارروائی کرتے ہوئے کراچی سے چھینی گئی موٹر سائیکل برآمد کر کے واردات میں ملوث ملزم کو گرفتار کر لیا ہے۔ تفصیلات کے مطابق سی آئی اے پولیس لسبیلہ نے قومی شاہراہ آر سی ڈی روڈ (این-25) پر دبئی مسجد چیک پوسٹ کے مقام پر معمول کی اسنیپ چیکنگ کے دوران ایک مشتبہ موٹر سائیکل سوار کو روک کر تلاشی لی اور اسے حراست میں (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 46)

کوئٹہ، صوبائی وزیر فوڈ اتھارٹی حاجی نور محمد دمڑ اپنے علاقے کے لوگوں کے مسائل سن رہے ہیں

ملک کے 167 اضلاع میں سال کی آخری انسدادِ پولیو مہم 12 دسمبر سے شروع ہوگی

4 کروڑ 50 لاکھ سے زائد بچوں کو پولیو سے بچاؤ کے قطرے پلائے جائیں گے

اسلام آباد (جی این ایم) ملک کے 167 اضلاع میں رواں سال کی تیسری اور آخری انسدادِ پولیو مہم 12 دسمبر سے چلائی جائے گی۔ نیشنل ایمرجنسی آپریشنز سینٹر (این ای او سی) کے مطابق 7 روزہ انسدادِ پولیو مہم میں ملک بھر میں 4 کروڑ 50 لاکھ سے زائد بچوں کو پولیو سے بچاؤ کے قطرے پلائے جائیں گے۔ مہم کے دوران بچوں کو پولیو ویکسین کے ساتھ وٹامن اے کی خوراک بھی دی جائے گی، جس میں 4 لاکھ سے زائد (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 49)

ویزا کیلئے جعلی برتھ سرٹیفکیٹ، ایف آر سی امریکن سفارتخانے میں جمع کرانے والا گرفتار

اسلام آباد (آن لائن) ایف آئی اے اینٹی ہیومن ٹریفکنگ سرکل اسلام آباد نے امریکی ویزا کے لیے جعلی دستاویزات امریکن سفارت خانے میں جمع کرانے والے ملزم کو گرفتار کرلیا۔ ایف آئی اے حکام کے مطابق امریکی سفارت خانے اسلام آباد کی جانب سے شکایت سامنے آئی تھی، ملزم (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 44)

چیف جسٹس پاکستان سے سابق صدر سوئٹزرلینڈ کی ملاقات، جیل اصلاحات پر گفتگو

اسلام آباد (اے این این) چیف جسٹس آف پاکستان جسٹس یحییٰ آفریدی سے سوئٹزرلینڈ کی سابق صدر روتھ ڈریفس نے ملاقات کی، روتھ ڈریفس گلوبل کمیشن آن ڈرگ پالیسی کی سٹیئرنگ کمیٹی کی رکن بھی ہیں۔ ملاقات میں قومی کمیشن برائے انسانی حقوق کی چیئرپرسن (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 47)

ایران کے سپریم لیڈر کا آبادی بڑھانے پر زور، جلد شادی اور زیادہ بچوں کی اپیل

تہران (آن لائن) ایران کے سپریم لیڈر مجتبیٰ خامنہ ای نے ملک میں آبادی بڑھانے پر زور دیتے ہوئے شہریوں کو جلد شادی، بہتر صحت، بچوں کی پیدائش اور خاندانی نظام کو مضبوط بنانے کی ترغیب دی ہے۔ سوشل میڈیا پلیٹ فارم ایکس پر (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 48)

وفاقی محتسب احکامات، شہریوں کو 17 لاکھ 22 ہزار کا ریلیف

انشورنس، میرج گرانٹ، بینوولنٹ فنڈ اور بجلی وگیس کے بلوں سے متعلق شکایات کا ازالہ

کوئٹہ (پ ر) وفاقی محتسب ریجنل آفس کوئٹہ کی کارروائی کے نتیجے میں مختلف سرکاری محکموں سے متعلق شکایات پر شہریوں کو مجموعی طور پر 17 لاکھ 22 ہزار 900 روپے کے مالی واجبات اور ریلیف فراہم کر دیا گیا۔ وفاقی محتسب نے شہریوں کی درخواستوں پر انکوائری اور سماعت کے بعد متعلقہ محکموں کو ادائیگیوں اور بلوں کی درستگی کے احکامات جاری کیے۔ تفصیلات کے مطابق درخواست گزار خوب چند نے (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 59)

کمشنر کوئٹہ ڈویژن ذیشان لاشاری کو کوئٹہ ڈویلپمنٹ پراجیکٹ کے منصوبوں کے حوالے سے بریفنگ دی جا رہی ہے

ٹرین کوئٹہ، تفتان، تہران، تبریز اور آستارا کے راستے روس پہنچے گی، فیصل نیاز ترمذی

اسلام آباد سے ماسکو کیلئے پہلی مال بردار ٹرین رواں سال روانہ کرنے کا منصوبہ ہے، ماسکو میں پاکستانی سفیر

ماسکو (جی این ایم) پاکستان سے روس تک براہ راست مال بردار ٹرین چلانے کی تیاریاں جاری ہیں۔ ماسکو میں پاکستانی سفیر فیصل نیاز ترمذی نے اسپتنک اردو کو خصوصی انٹرویو میں بتایا کہ اسلام آباد سے ماسکو کیلئے پہلی مال بردار ٹرین رواں سال کے آخر تک روانہ کرنے کا منصوبہ ہے۔ ٹرین کوئٹہ، تفتان، تہران، تبریز اور آستارا کے راستے روس پہنچے گی اور واپسی پر بھی تجارتی سامان لائے گی۔ پاکستانی سفیر نے کہا کہ بحیرہ اسود کی (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 57)

فیک نیوز گولی ہے ایک مرتبہ چل جائے تو واپس نہیں آتی، اعظم نذیر تارڑ

سوشل میڈیا پر جھوٹی خبروں اور ڈس انفارمیشن کا پھیلاؤ افراد کی ساکھ اور معاشرے کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا رہا ہے، وزیر قانون

آزادی اظہار کا بنیادی حق اور عوام کے بنیادی حقوق ایک دوسرے سے متصادم نہیں ہونے چاہئیں، انکے درمیان توازن ضروری ہے

اسلام آباد (آن لائن) وفاقی وزیر قانون و انصاف اعظم نذیر تارڑ نے کہا ہے کہ سوشل میڈیا پر جھوٹی خبروں اور ڈس انفارمیشن کا پھیلاؤ افراد کی ساکھ اور معاشرے کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا رہا ہے، فیک نیوز بھی گولی کی مانند ہے جو ایک مرتبہ چل جائے تو واپس نہیں آتی۔ ڈیجیٹل دور میں آزادی اظہار کے بنیادی حق کا تحفظ کرتے ہوئے عوام کے حقوق، ذمہ داری اور جواب دہی کے درمیان توازن قائم کرنا ناگزیر ہے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے سسٹین ایبل ڈیولپمنٹ پالیسی انسٹی ٹیوٹ (ایس ڈی پی آئی) کے زیر اہتمام سوشل میڈیا پلیٹ (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 14)

مولانا کو خطاب سے روکنا حکومتی بوکھلاہٹ ہے، جے یو آئی

جے یو آئی قائدین اور کارکنان کو اشتعال دلا کر کسی کے مذموم مقاصد کو پورا نہیں کرنے دیں گے، ترجمان

لاہور (جی این ایم) جے یو آئی (ف) کے ترجمان اسلم غوری نے کہا ہے کہ مولانا فضل الرحمان کو لاہور ہائی کورٹ بار سے خطاب سے روکنا حکومتی بوکھلاہٹ کا ثبوت ہے، جے یو آئی قائدین اور کارکنان کو اشتعال دلا کر کسی کے مذموم مقاصد کو پورا نہیں کرنے دیں گے۔ جمعیت علمائے اسلام کے سربراہ مولانا فضل الرحمان کو لاہور ہائیکورٹ بار سے خطاب سے روکنے پر ردعمل دیتے ہوئے ترجمان جے یو آئی نے کہا کہ مولانا فضل (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 50)

پنجاب میں بلدیاتی انتخابات کیلئے بالکل تیار ہیں، عظمیٰ بخاری

لاہور (جی این ایم) وزیر اطلاعات پنجاب عظمیٰ بخاری نے کہا ہے کہ وزیر اعظم شہباز شریف اتحادی جماعتوں کو لے کر چل رہے ہیں، وزیر اعظم پر ذمے داری بھی بڑی ہوتی ہے۔ اپنے ایک بیان میں انہوں نے کہا ہے کہ ہمیں اہم ایشو کو متنازع نہیں بننے دینا، کوئی ہمیں نہیں بتا سکتا کہ (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 58)

حماس رہنما کو چہل قدمی کے دوران اسرائیل نے ڈرون حملے کا نشانہ بنا کر شہید کر دیا

غزہ (اے این این) غزہ میں امریکی ثالثی میں ہونے والی جنگ بندی کے باوجود اسرائیلی حملوں کا سلسلہ جاری ہے جس میں حماس رہنما متعدد فلسطینیوں کو نشانہ بنایا گیا۔ الجزیرہ کی رپورٹ کے مطابق حماس رہنما 50 سالہ نعیم ابو نہل کو غزہ کی پٹی میں عین اس وقت ڈرون حملے کا نشانہ بنایا گیا (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 54)

خیبر پختونخوا بک بورڈ کا نصابی کتب کے مواد کا جائزہ لینے کا فیصلہ

پشاور (جی این ایم) خیبر پختونخوا ٹیکسٹ بک بورڈ نے نصابی کتب کے مواد کا جائزہ لینے کا فیصلہ کیا۔ خیبر پختونخوا ٹیکسٹ بک بورڈ نے تمام سبجیکٹ سپیشلسٹ کو نصابی کتب کی جانچ پڑتال کی ہدایات جاری کر دی ہیں کہ نصابی کتب کا مواد قومی ترجیحات سے متصادم نہیں ہونا چاہئے۔ ٹیکسٹ (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 53)

دشمن ایران کو طویل اور تھکا دینے والی کشمکش میں دھکیلنا چاہتا ہے، باقر قالیباف

تہران (جی این ایم) ایرانی پارلیمان کے سپیکر اور امریکا کے ساتھ مذاکراتی ٹیم کے سربراہ محمد باقر قالیباف نے دوٹوک اعلان کیا ہے کہ ایران نہ جنگ، نہ امن کی طویل غیر یقینی صورتحال کو ہرگز قبول نہیں کرے گا اور اسے جلد ختم کرنا ہوگا۔ پارلیمان کی رابطہ کونسل کے اجلاس سے خطاب (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 51)

عوامی خدمت اور لوگوں کے مسائل کا حل اولین ترجیحات میں شامل ہے، نور محمد دمڑ

زیارت، ہرنائی اور سنجاوی کے عوام کو درپیش مشکلات کے ازالے کے لیے ہر ممکن کوشش کی جائے گی، صوبائی وزیر خوراک

عوام کے مسائل کے حل کو یقینی بنانے کے لیے مؤثر اقدامات کیے جائیں گے اور اپنی تمام تر توانائیاں صرف کریں گے، بیان

کوئٹہ (خ ن) صوبائی وزیر کموڈیٹی منجمنٹ ڈیپارٹمنٹ و چیئرمین بلوچستان فوڈ اتھارٹی حاجی نور محمد دمڑ سے زیارت، ہرنائی اور سنجاوی سے تعلق رکھنے والے مختلف عوامی وفود نے سول سیکریٹریٹ آفس میں ملاقات کی اس موقع پر وفود نے اپنے اپنے علاقوں کے عوام کو درپیش مختلف مسائل اور مشکلات سے صوبائی وزیر کو آگاہ کیا صوبائی وزیر حاجی نور محمد دمڑ نے وفود کی شکایات اور مسائل کو نہایت توجہ اور غور سے سنا اور انہیں یقین دہانی کرائی کہ عوامی مسائل کے حل کے لیے متعلقہ حکام سے رابطہ کرکے عملی اقدامات اٹھائے جائیں گے انہوں نے کہا کہ (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 13)

ژوب پولیس کی جرائم پیشہ عناصر کے خلاف مختلف کارروائیاں

کارروائی کے دوران اقدام قتل اور ڈکیتی سمیت تین مقدمات میں نامزد ملزمان گرفتار

ژوب (آن لائن) ایس ایس پی ژوب سید عبدالصبور آغا کی خصوصی ہدایات پر ڈی ایس پی گلاب الدین کاکڑ، ایس ایچ او عدنان افضل اور ڈی آئی انچارج روزی خان نے پولیس ٹیم کے ہمراہ مختلف کامیاب کارروائیاں کرتے ہوئے اقدام قتل، ڈکیتی اور لڑائی جھگڑے کے مقدمات میں نامزد تین ملزمان کو گرفتار کر لیا ہے۔ پولیس حکام کے مطابق پہلی کارروائی میں بروقت ایکشن لیتے ہوئے اقدام قتل کے ملزم سردار خان ولد (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 56)

کوئٹہ پریس کلب کے باہر بی یو جے کا دو روزہ احتجاجی کیمپ اختتام پذیر

چارٹر آف ڈیمانڈ کی منظوری تک جدوجہد جاری رہے گی، فیصلہ کن پاور شو اسلام آباد میں ہوگا، صدر پی ایف یو جے افضل بٹ کا خطاب

کوئٹہ (آن لائن) پاکستان فیڈرل یونین آف جرنلسٹس کی کال پر بلوچستان یونین آف جرنلسٹس کی جانب سے کوئٹہ پریس کلب کے باہر لگایا گیا دو روزہ احتجاجی کیمپ اختتام پذیر ہو گیا، احتجاجی کیمپ میں پیکا ایکٹ، میڈیا اداروں سے صحافیوں اور میڈیا ورکرز کے خلاف ملک گیر تحریک مزید تیز کرنے کا اعلان کرتے ہوئے آزادی صحافت پر قدغن کسی طور قبول نہ کرنے اور چارٹر آف ڈیمانڈ پر مکمل عمل درآمد تک ملک گیر احتجاجی تحریک (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 55)

کوئٹہ، پارلیمانی سیکرٹری سماجی بہبود حاجی ولی محمد نورزئی اپنے دفتر میں عوامی مسائل سن رہے ہیں

پاکستان اور اٹلی میں شعبہ ماربل و معدنی میں تکنیکی تعاون کے فروغ میں پیشرفت

اٹلی کا تکنیکی وفد 27 نومبر تک کراچی اور اسلام آباد کا دورہ کرے گا

اسلام آباد (جی این ایم) پاکستانی ماربل اور پتھر کی صنعت میں تکنیکی تعاون کے امکانات کا جائزہ لینے کیلئے اٹلی کے وفد کا دورہ پاکستان جاری ہے۔ اٹلی کا تکنیکی وفد 27 نومبر تک کراچی اور اسلام آباد کا دورہ کرے گا، جہاں ماربل اور پتھر کی صنعت کا تکنیکی جائزہ لیا جائے گا، اٹلی کا وفد ماربل کی کان کنی، پروسیسنگ اور ویلیو ایڈیڈ مصنوعات کی تیاری میں جدید ٹیکنالوجی کے امکانات کا جائزہ لے گا۔ دورے میں ماربل سٹی (باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 52)